وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ
بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ (الحدیث)

عالَمِ برزخ

مصنف: شیخ المحدثین، تاج المفسرین، افضل المحققین

امام جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

قَالَ اللّٰہُ تعالٰی

وَمِنْ وَّرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ

الحمد للہ کہ رسالہ جامعہ ولامعہ مشتمل بر احوال فتنۂ مقبور و اہوال برزخ و قبور

مسمّٰی بہ

فتح الغفور بشرحِ منظومۃِ القبور

ملقب بہ

عَالَمِ بَرْزَخ

کہ اصلش از امامِ عصر و مجدد دہر شیخ جلال الدین سیوطی است و شرحش

از

شیخ المحدثین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

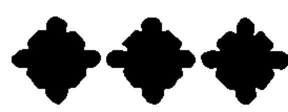
مکتبہ عثمانیہ ● جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

حرفِ چند			۱۸۹
پیش لفظ			۱۹۰
فتح الغفور بشرح منظومۃ القبور ملقب بہ عالم برزخ			۱۹۱
مقدمہ...... مشتمل بر فوائد ضروریہ	۱۹۳	موت کی تعریف اور حقیقت	۱۹۳
کیف کان بدأ الموت (موت کا آغاز کیسے ہوا؟)			۱۹۳
موت کی صورت	۱۹۴	تفہیم	۱۹۴
ملک الموت	۱۹۴	ملک الموت کے اعوان اور انصار	۱۹۴
موت کی کیفیت اور شدت	۱۹۵	موت کے وقت کیا پڑھنا چاہئے	۱۹۶
فرشتوں کا موت کے وقت اعضاءِ میت کو سونگھنا	۱۹۶	حکایت	۱۹۷
اولاد اور اقارب کی جانب سے میت کا استقبال	۱۹۸	مستقر ارواح	۱۹۸
عالم برزخ	۱۹۹	عذاب قبر سے نجات دینے والے اعمال	۱۹۹
(۱) سورہ "تبارک الذی" کا پڑھنا	۲۰۰	(۲) سورہ "الم تنزیل" سجدہ کا پڑھنا	۲۰۰
(۳) ہر روز "لاالٰہ الا اللہ الملک الحق المبین" سو بار پڑھنا	۲۰۱	(۴) شدید گرمی میں روزہ اور رات کی تاریکی میں ایک دوگانہ	۲۰۱
مسجد میں روشنی کرنا اور خوشبو کرنا	۲۰۱	قرآن کریم	۲۰۱
علم اور کتب خانہ	۲۰۲	خاتمہ بالخیر کی علامتیں	۲۰۲
منظومۃ التثبیت عند التبییت	۲۰۲	شبهة الزنادقة على عذاب القبر والجواب عنها	۲۰۴
فصل	۲۰۶		

حكمة السوال والجواب			۲۰۶
امر النبی ﷺ به تعلیم الجواب			۲۰۸
الامر بالتلقین	۲۰۹	اختصاص السؤال بهذه الامة	۲۱۰
من خصّ بعدم السوال	۲۱۳	سوال الكافر و اطفال المشركين	۲۱۸
اسم الملكين وصفتها	۲۱۹	ذكر الملك الثالث والربع	۲۲۳
تكرار السوال سبعة ايام	۲۲۴	خاتمہ	۲۲۷
المنظومة المسماة، بتانيس الغريب			۲۲۹
بيان ما ورد من خيريته الموت للمؤمن وما يناسب ذالک	۲۲۹	تسليم الله تعالٰى على من فى السياق من المؤمنين وتسليم الملائكة عليهم	۲۳۰
معرفة الميت من يغسله ويحمله ويكفنه ويدخله قبرهٔ	۲۳۱	ترحيب القبر بالميت ولطف ضمّه له	۲۳۱
صلوة الاموات فى قبورهم	۲۳۱	تزاور الاموات فى قبورهم	۲۳۲
معرفة الاموات من اتاهم وانسهم وردهم السلام	۲۳۲	الكلام فى الروح وحقيقته	۲۳۲
پہلا مسئلہ	۲۳۳	دوسرا مسئلہ	۲۳۳
روح اور جسم کا مناظرہ	۲۳۴	تیسرا مسئلہ	۲۳۴
چوتھا مسئلہ	۲۳۴	ذکر ثواب اعمال بعد از موت	۲۳۵



بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفِ چند)

حضرت العلّام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ''شرح الصدور فی الموتی والقبور'' عالم برزخ کے حالات پر کتاب لکھی۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے والد گرامی مولانا حافظ محمد اسماعیل کاندھلوی المتوفی ۱۳۶۱ھ نے اردو میں اس کی شرح ''تکمیل الحبور ترجمہ شرح الصدور'' کے نام سے لکھی۔

شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے احوال برزخ کے عنوان پر مشتمل ایک منظومہ لکھا جس کے ایک سو تہتر اشعار تھے، جس کا نام ''التثبیت عند التبییت'' رکھا۔ اس کی شرح سید محمد اسماعیل امیر یمنی نے عربی میں لکھی۔ اس کا نام ''جمع التشتیت شرح ابیات التثبیت'' رکھا۔

ہمارے مخدوم مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے اس منظومہ کا ''فتح الغفور شرح منظومۃ القبور ملقب بہ عالم برزخ'' کے نام سے اردو میں ترجمہ کیا۔ یہ ''عالم برزخ'' کے نام سے شائع ہوئی۔ ان اشعار میں عالم برزخ کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ ہم نے اس مجموعہ میں اس کتاب کو شامل اشاعت کیا ہے۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

انسانی علم کی بنیاد زیادہ تر مشاہدات پر ہے۔ اس لئے جو حقیقتیں مافوق الادراک ہیں۔ انسان ان میں انکار کی راہ اختیار کرنا ہی اپنا کمال سمجھتا ہے۔ مگر اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے کیسے مفر ہوسکتا ہے کہ کسی چیز کا نہ دیکھنا، نہ سننا یا نہ معلوم ہونا جہل تو کہلا سکتا ہے علم کسی طرح نہیں کہلا سکتا اور یہ بھی ناقابل انکار بات ہے کہ علم کے مقابلہ میں لاعلمی اور جہالت دلیل نہیں بن سکتی۔ اس لئے اگر ہم نے انسان پر بیتنے والے حالات کو اس کی پیدائش سے اس کی موت تک صرف مشاہدہ کر کے تسلیم کیا ہے تو اس کی موت کے بعد پیش آنے والے حالات اس علم کی بنیاد پر تسلیم کر لینے چاہئیں جو ہمارے مشاہدہ سے زیادہ قطعی اور یقینی ہے۔

قرآن وحدیث کے علم قطعی کا انکار صرف اس لئے ہرگز نہیں کیا جاسکتا کہ مابعد الموت کے حالات کا ہمیں مشاہدہ نہیں ہوتا یا عادی ذرائع علم کی رسائی وہاں تک نہیں۔ الحمدللہ! حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل قطعیہ سے برزخ، حشر ونشر، حساب وکتاب اور جنت وجہنم کے حالات پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ حق تعالیٰ جل شانہٗ اس کتاب کو اہل عالم کے لئے قبول حق کا ذریعہ بنائے اور ہماری اور سب مسلمانوں کی برزخی واخروی زندگی کو مکمل راحت وسکون کی زندگی بنائے۔ آمین!

والسلام: مشرف علی تھانوی

فتح الغفور بشرح منظومۃ القبور ملقب بہ عالم برزخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علٰی سیدنا ومولانا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین وعلٰی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین وعلینامعھم یاارحم الراحمین!

اما بعد! اہل فہم اور اہل دانش پر یہ امر مخفی نہیں کہ دنیا ایک سرائے فانی بلکہ محض ایک گزرگاہ آنی ہے اور منزل مقصود آگے ہے:

اقامت گاہ نتواں ساختن گلزار دنیا را نسیم صبح گوید ایں سخن آہستہ در گوشم

عیسٰی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ: ''دنیا ایک پل ہے، اس پر سے گزر جاؤ مگر اس پر عمارت نہ بناؤ'' یعنی منزل مقصود آخرت ہے اور یہ دنیاوی زندگی بمنزلہ ایک پل کے ہے جس کا پہلا کنارہ مہد ہے اور آخری کنارہ لحد ہے جس میں چند روز ٹھہرنا ہوگا۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ابھی سے لحد اور قبر کے کچھ طور وطریق اور آداب واحوال معلوم کر لینے چاہئیں اور روانگی سے پہلے وہاں کے لئے کچھ تیاری کر لی جائے تا کہ وہاں پہنچنے کے بعد لاعلمی کی وجہ سے اجنبیت محسوس نہ ہو اور تہی دستی اور تہی دامنی کی وجہ سے پریشانی نہ ہو۔

گر ازیں منزل بسوئے او روم باخبر از راہ کوئے او روم
چوں رسم ہشیار و فرزانہ رسم عاقل و دیوانہ بر خانہ رسم
چوں بہ بندم رخت زیں فانی رباط رفتنم باشد بغایت انبساط

عالم برزخ اور عالم حشر کے احوال میں علماء حق نے بہت سی کتابیں تالیف کیں۔ عالم برزخ کے احوال میں سب سے زیادہ جامع اور مشہور کتاب ''شرح الموتی والقبور'' ہے جو شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ متوفی ۹۱۱ھ کی تصنیف ہے۔

میرے والد مرحوم[1] حضرت مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۶۱ھ نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ فرمایا اور ''تکمیل الحبور ترجمہ شرح الصدور'' اس کا نام تجویز فرمایا جو عرصہ ہوا کہ مطبع نولکشور لکھنو میں طبع ہو چکا ہے۔

شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے شرح الصدور کے علاوہ عالم برزخ کے احوال میں ایک مختصر اور جامع منظومہ بھی نظم فرمایا۔ جس کا نام ''التثبیت عندالتبییت'' ہے اور ایک سو تہتر اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ منظومہ درحقیقت شرح الصدور کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔ اس لئے دل چاہا کہ جس طرح والد مرحوم نے شرح الصدور کا اردو میں ترجمہ فرمایا اسی طرح یہ ناچیز اس منظومۃ القبور کا اردو میں ترجمہ لکھے تا کہ اس نابکار اور گنہگار اور اس کی اولاد اور بھائی بہنوں اور خویش واقارب اور احباب کے لئے مفید اور موجب تذکیر ہو۔

---

[1] والد مرحوم نے بتاریخ ۱۹ رشوال شب جمعہ ۱۳۶۱ھ بمقام قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر اس عالم فانی سے رحلت فرمائی اور بعد نماز جمعہ عیدگاہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ ربنا اغفرلی ولوالدیّ وللمؤمنین یوم یقوم الحساب!

شیخ جلال الدین سیوطی کی کتاب شرح الصدور بمنزلہ اصل کے ہے اور یہ منظومۃ القبور، شرح الصدور کی فرع اور بمنزلہ جزء کے ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اصل کتاب (شرح الصدور) کا ترجمہ اصل کے قلم سے ہوا، اب فرع کا ترجمہ اور شرح باقی ہے وہ فرع کے قلم سے ہو جائے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے اس منظومہ کی مختلف علماء نے شرحیں لکھیں، من جملہ ان شروح کے ایک شرح عربی زبان میں ہے جو سید علامہ محمد بن اسماعیل امیر یمنی کی ہے۔ اس شرح کا نام ''جمع التشتیت لشرح ابیات التثبیت'' ہے۔ یہ شرح نہایت جامع اور متین ہے جس میں متفرق کتابوں کے مضامین کو جمع کیا ہے۔ اس وجہ سے شارح نے اس کا نام ''جمع التشتیت'' رکھا۔ یعنی متفرقات کی جمع کرنے والی کتاب۔ سید یمنی جب اس منظومہ کی شرح سے فارغ ہوئے تو یہ خیال پیدا ہوا کہ اس منظومہ کے اشعار تمام تر باب ترہیب سے ہیں۔ لہٰذا اس کے ساتھ ترغیب بھی ہونی چاہئے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ترہیب کے ساتھ ترغیب کو بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ اس لئے علامہ یمنی نے شیخ جلال الدین سیوطی کے ایک رسالہ (بشریٰ الکئیب بلقاء الحبیب) جو باب ترغیب سے تھا، اس کو نظم کیا اور پہلے منظومہ کا اس کو تکملہ بنایا اور اس منظومہ کا نام سید یمنی نے ''تانیس الغریب'' رکھا اور ساتھ ساتھ اس کی شرح بھی تحریر فرمائی۔

بناءً علیہ اس راقم الحروف نے ارادہ کیا کہ پہلے منظومہ کے ساتھ اس دوسرے منظومہ کی بھی شرح ہو جائے تو بہتر ہے تاکہ دونوں منظوموں کی شرح مل کر کمال شرح صدور اور غایت سرور کا موجب ہو اور شرح سے پہلے ایک مقدمہ لکھ دیا جائے جو ضروری فوائد پر مشتمل ہو۔ اب میں اللہ کے نام سے دونوں منظوموں کی شرح اور ترجمہ کو شروع کرتا ہوں اور ''فتح الغفور بشرح منظومۃ القبور'' اس کا نام تجویز کرتا ہوں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس ناچیز کی سعی کو قبول فرمائیں اور قبر کی منزل آسان فرمائیں اور وہاں پہنچ کر اپنے بزرگوں، دوستوں اور خویش واقارب سے شرمندگی اور ندامت نہ ہو۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ اللّٰھم انی اعوذبک من عذاب القبر اعوذبک من فتنۃ المسیح الدجال واعوذبک من فتنۃ المحیا والممات۔ آمین برحمتک یاارحم الراحمین یاذاالجلال والاکرام!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

مشتمل بر فوائد ضروریہ

''منظومۃ القبور کی شرح شروع کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند ضروری امور بیان کردیئے جائیں تاکہ ناظرین اور قارئین کے لئے موجب بصیرت ہوں۔''

موت کی تعریف اور حقیقت

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کا قول ہے کہ موت عدم محض اور فناء خالص کا نام نہیں بلکہ روح کا بدن سے تعلق منقطع ہونے کا نام موت ہے یا یوں کہو کہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہونے کا نام موت ہے۔(شرح الصدور ص ۸) اور خاص مومن کی موت کی تعریف بعض علماء سے اس طرح منقول ہے کہ دار غرور سے دار سرور کی طرف اور دار مصیبت سے دار راحت کی طرف منتقل ہو جانے کا نام موت ہے۔اے اللہ ہم کو ایسی موت نصیب فرما۔آمین!

کیف کان بدأ الموت موت کا آغاز کیسے ہوا؟

''قال ابن ابی شیبة فی المصنف والامام احمد فی الزهد معاً حدثنا عفان حدثنا حماد بن سلمة عن حبیب بن الشهید عن الحسن قال لما خلق اللّٰه تعالٰی ادم و ذریته قالت الملائکة ان الارض لاتسعهم فقال انی جاعل موتاً قالوا اذا لایهنالهم العیش قال انی جاعل اهلا واخرج ابو نعیم فی الحلیة عن مجاهد قال لما اهبط ادم علیہ السلام الی الارض قال له ربه ان للخراب ولد للفناء'' (شرح الصدور ص ۲)

''ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور امام احمد نے کتاب الزہد میں حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کی ذریت کو پیدا کیا تو فرشتوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! یہ زمین ان سب کے لئے کافی نہ ہوگی۔ارشاد فرمایا کہ میں موت پیدا کرنے والا ہوں،فرشتوں نے عرض کیا کہ موت کے تصور اور استحضار کے ساتھ زندگی اور عیش کی لذت باقی نہ رہے گی۔فرمایا کہ میں آرزوئیں اور تمنائیں پیدا کرنے والا ہوں۔مجاہد سے منقول ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین کی طرف اتارے گئے تو ان کے رب نے ان سے یہ فرمایا کہ اے آدم عمارت بنا اجڑنے کے لئے اور بچے جن موت اور فناء کے لئے۔''

اور اسی مضمون کو کسی شاعر نے خوب نظم کیا ہے:

الا یا ساکن القصر المعلی ستدفن عن قریب فی التراب

اے قصر معلی کے رہنے والے تو عن قریب مٹی میں دفن کیا جائے گا۔

له ملک ینادی کل یوم لدوا للموت وابنوا للخراب

اللہ کے لئے ایک فرشتہ ہے جو روزانہ یہ نداد یتا ہے کہ مرنے کے لئے پیدا ہو اور ویران ہونے کے لئے عمارت بناؤ۔

موت کی صورت

قتادہ اور مقاتل اور کلبی اور دیگر سلف سے خلق الموت والحیات کی تفسیر میں یہ منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حیات کو گھوڑے کی شکل میں پیدا فرمایا اور موت کو مینڈھے کی صورت میں۔ (شرح الصدور ص ۲۳)

تفہیم

عالم مثال میں معانی اور بندہ کے اعمال خاص خاص صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں اور یہ امر اللہ کی قدرت سے بعید نہیں جس طرح اس نے محض اپنی قدرت سے معدوم محض کو ایک خاص صورت میں ظاہر فرمایا۔ اسی طرح اس کو یہ بھی قدرت ہے کہ جواہر اور اعراض کو جس صورت میں چاہے ظاہر فرمائے ان اللہ علی کل شیٔ قدیر۔ جیسا کہ ایمان خواب میں شہد کی شکل میں اور علم دودھ کی شکل میں دکھلایا جاتا ہے اور ماں باپ کو چاند اور سورج کی شکل میں اور بھائیوں کو ستاروں کی شکل میں، خوب سمجھ لو۔

ملک الموت

ملک الموت ایک فرشتہ ہے جو منجانب اللہ قبض ارواح کے لئے مقرر ہے۔ ''کما قال تعالی قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم'' اس فرشتہ کا نام ''عزرائیل'' ہے۔ جن کا ایک قدم مشرق سے مغرب تک ہے۔ تمام روئے زمین ملک الموت کے سامنے بمنزلہ ایک صینی اور طشت کے ہے کہ جس میں دانے رکھے ہوئے ہیں اور وہ طشت ان کے سامنے ہے جس دانہ کو چاہتے ہیں اٹھا لیتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ تمام روئے زمین ملک الموت کی نظروں کے سامنے ہے جس روح کو آواز دیتے ہیں حاضر ہو جاتی ہے۔

ملک الموت کے اعوان اور انصار

ابن ابی حاتم اور ابن ابی شیبہ نے ''حتی اذا جآء احدکم الموت توفتہ رسلنا وھم لا یفرطون'' کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اس آیت شریفہ میں رسل سے وہ فرشتے مراد ہیں کہ جو قبض روح کے وقت ملک الموت کے معین اور مددگار ہوتے ہیں۔ ربیع بن انس سے منقول ہے کہ اصل قبض ارواح کے والی اور متولی تو ملک الموت ہیں اور ان کے سواء اور فرشتے انؑ کے اعوان اور انصار ہیں اور یہ ان سب کے رئیس ہیں۔ قبض روح کے وقت ایک جماعت ملائکہ کی موجود رہتی ہے۔ قبض روح کے بعد ملک الموت روح کو ملائکہ رحمت یا ملائکہ عذاب کے سپرد کر دیتے ہیں۔

بعض احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہداء بحر کی ارواح کو خود حق تعالیٰ جل شانہٗ قبض فرماتے ہیں، فرشتوں کے سپرد نہیں فرماتے۔ یہ ان شہداء کا اعزاز اور اکرام ہے۔

''اخرج ابن ماجة عن ابی امامة سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان اللہ وکّل ملک الموت بقبض الارواح الّا شھداء البحر فان اللہ یتولی قبضھم'' (شرح الصدور ص ۳۲)

سنن ابن ماجہ میں ابوامامہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو قبض ارواح کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ مگر دریا کے شہیدوں کی قبض روح کا خود حق تعالیٰ شانہٗ والی اور متولی ہوتا ہے اور اسی طرح انس بن مالک اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

موت کی کیفیت اور شدت

امام غزالی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ قبض روح قدموں کی جانب سے شروع ہوتا ہے اور روح بتدریج قبض کی جاتی ہے۔ اوّل قدموں کی روح قبض کی جاتی ہے۔ پھر ساقین یعنی پنڈلیوں کی، پھر رانوں کی، پھر روح آ کر سینہ میں رک جاتی ہے۔ اس وقت آدمی کی زبان بند ہو جاتی ہے، بولنے پر قدرت نہیں رہتی۔ بعد ازاں روح حلقوم میں پہنچ جاتی ہے۔ اس وقت دنیا کا دیکھنا اور سننا سب ختم ہو جاتا ہے۔ ''والتفت الساق بالساق۔ فلولا اذا بلغت الحلقوم الآیۃ۔ کلّا اذا بلغت التراقی وقیل من راق وظن انه الفراق'' قرآن کریم میں موت کے سکرات اور شدائد کو بکثرت بیان فرمایا ہے۔ ''قال تعالیٰ: وجاءت سکرۃ الموت بالحق۔ ولو تری اذالظالمون فی غمرات الموت والملائکۃ باسطوا ایدیھم، اخرجوا انفسکم فلولا اذا بلغت الحلقوم الایۃ۔ ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملائکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم[1]''

اور احادیث اور اقوال صحابہ اس بارے میں شمار سے باہر ہیں۔ حضرات اہل علم شرح الصدور اور احیاء العلوم اور اس کی شرح اتحاف کی مراجعت فرمائیں۔ چند احادیث اور روایتیں اس وقت ہدیہ ناظرین کرتے ہیں:

ا...... ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا اور امام احمد نے کتاب الزہد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کے واقعات بیان کیا کرو۔ ان میں عجیب عجیب واقعات پیش آئے ہیں اور اس ارشاد کے بعد خود حضور علیہ السلام نے بنی اسرائیل کا واقعہ بیان کرنا شروع کیا۔

فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ قبرستان میں آیا اور آپس میں یہ کہا کہ اگر ہم دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہمارے لئے کسی مردہ کو نکالے جو ہم کو موت کے حال سے خبر دے تو کیا اچھا ہو۔ چنانچہ اس گروہ نے نماز دو رکعت ادا کی اور یہی دعا کی۔ یکایک ایک سیاہ رنگ کا آدمی نمودار ہوا جس کی آنکھوں کے درمیان سجدے کا نشان تھا۔ اس نے ہم سے کہا کہ تم لوگ کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ مجھے مرے ہوئے سو سال گزر گئے مگر ابھی تک مجھ سے موت کی تلخی گئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ مجھ کو ویسا ہی کر دیں جیسا کہ میں پہلے تھا۔

(شرح الصدور ص ۱۹)

---

[1] ادبارھم کا عطف وجوھھم پر اس طرف مشیر ہے کہ کافر کا وجہ دبر کے حکم میں ہے۔ عطف کے لئے بلغاء کے نزدیک مناسبت ضروری ہے۔ یہاں مناسبت یہ ہے۔ کہ پاخانہ سے زیادہ نجس ہے، دبر نجاست حسیہ کا مخرج ہے اور کافر کا وجہ نجاست معنویہ کا مخرج ہے۔ لہٰذا عطف مناسب ہوا۔ فافھم ذالک واستقم!

۲...... انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ملک الموت کی گرفت ایک ہزار تلوار کی مار سے زیادہ سخت ہے۔ (شرح الصدور ص ۲۰)

۳...... شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آروں سے چیرے جانے میں اور قینچیوں سے کھال کترے جانے میں اور بندہ کو گرم پانی کے دیگ میں ڈال دینے میں اتنی تکلیف اور ایذاء نہیں جتنی کہ موت میں ہے۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۳۹۴)

۴...... بیان کیا جاتا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی روح اللہ تعالیٰ کی طرف گئی تو اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ اے موسیٰ موت کو تو نے کیسا پایا؟ عرض کیا کہ جیسے زندہ چڑیا کو تیل کی گرم کڑھائی میں ڈال دیا جائے۔

۵...... اور ایک روایت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اپنے نفس کو ایسا پایا کہ جیسے زندہ بکری قصاب کے ہاتھ میں ہو اور وہ اس کی کھال اتار رہا ہو۔

۶...... اور ایک روایت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار! موت کی کیفیت ایسی پائی جیسے کانٹوں کا جھاڑ اون اور روئی میں سے نکالا جاتا ہے۔ (شرح الصدور و احیاء العلوم)

۷...... معجم طبرانی میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہید کو موت کی صرف اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنا کہ چیونٹی کے کاٹنے کی ہو۔

موت کے وقت کیا پڑھنا چاہئے

اقارب اور احباب کو چاہئے کہ موت کے وقت مردے کے قریب سورۂ یاسین پڑھیں اس سے سکرات موت میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ نیز احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری وقت میں مسواک کرنے سے بھی روح سہولت کے ساتھ نکلتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ احادیث سے ثابت ہے کہ مومن کی موت کے وقت فرشتوں کی ایک جماعت حاضر ہوتی ہے اور مردہ ان کو دیکھتا ہے اور ان سے اس حال میں کلام کرتا ہے اور حاضرین بھی اس کو سنتے ہیں۔

جس پر حق تعالیٰ کی خاص نظر عنایت ہوتی ہے تو اس پر اللہ جل شانہٗ کی انوار و تجلیات کا ورود ہوتا ہے۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بزرگ بی بی کا واقعہ نقل کیا ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو اپنے بھانجے کو بلایا جو بہت بڑے عالم تھے اور پوچھا کہ اگر روح اللہ کے سامنے حاضر ہو تو کیا عرض کرے؟ فرمایا کہ اس وقت کا ادب یہ ہے کہ روح یہ کہے: ''اللّٰھم انت السلام و منک السلام تبارکت یاذالجلال والاکرام'' اے اللہ تو سلام ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے، بابرکت ہے تیری ذات اے جلال واکرام والے۔

فرشتوں کا موت کے وقت اعضاء میت کو سونگھنا

ابن ابی الدنیا نے ابوکمین سے روایت کیا ہے کہ جب آدمی کو موت حاضر ہوتی ہے تو فرشتے سے کہا

جاتا ہے کہ تو اس کا سر سونگھ، وہ کہتا ہے کہ میں اس کے سر میں قرآن کو پاتا ہوں، کہا تو اس کے دل کو سونگھ، وہ کہتا ہے میں اس کے دل میں روزہ پاتا ہوں، کہا کہ اس کے پاؤں کو سونگھ، وہ کہتا ہے کہ اس کے پاؤں میں قیام لیل کو پاتا ہوں، کہا اس نے اپنے نفس کی حفاظت کی۔ اللہ اس کو محفوظ رکھے۔ (شرح الصدور ص ۳۰ طبع مصری)

حکایت

ابو قلابہ رضی اللہ عنہ کا بھتیجا ماجن یعنی مسخرہ تھا جب اس کی نزع کی حالت ہوئی تو ابو قلابہ رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے گئے۔ رات کا وقت تھا، دیکھا کہ دو کالے آدمی ہیں ان کے ساتھ عتلہ (تبر) ہے۔ پھر چھت سے دو فرشتے اترے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دوسرے کو یہ کہتے سنا کہ اس بیمار کے پاس جاؤ اور اس کو سونگھو اور دیکھو کہ اس میں کچھ خیر بھی ہے۔ پس وہ متوجہ ہوا اور اس نے میرے بھتیجے کے سر کو سونگھا، پھر اس کا پیٹ سونگھا، پھر اس کے دونوں پیر سونگھے اور یہ کہا کہ میں نے اس کے سر کو سونگھا تو اس میں قرآن نہیں پایا اور پیٹ کو سونگھا تو اس میں روزہ نہیں پایا کہ ایک دن بھی روزہ رکھا ہو اور اس کے پاؤں کو سونگھا سو نہ پایا ایک رات بھی کھڑا رہا ہو۔ پھر اس کا دوسرا صاحب آیا۔ پس اس نے بھی اس کا سر سونگھا۔ پھر اس کی دونوں ہتھیلیوں کو سونگھا، پھر اس کے پیٹ کو سونگھا۔ پھر اس کے دونوں پاؤں کو سونگھا۔

ابو قلابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میں نے اس کو کہتے سنا کہ بڑے تعجب کی بات ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہے اور ان خصلتوں میں سے کوئی خصلت اس میں نہیں۔ پھر اس کو دیکھا اور اس کا منہ کھولا اور اس کی زبان دیکھی اور اس کی زبان کی نوک کو پکڑ کر نچوڑا۔ پھر میں نے اس کو کہتے سنا کہ ہاں اس شخص نے انطاکیہ کے میدان میں اخلاق کے ساتھ ایک تکبیر کہی تھی اس سے مشک کی خوشبو آرہی۔

پھر اس کی روح کو قبض کیا اور ان دو کالے آدمیوں سے کہا تم لوٹ جاؤ۔ تمہارے لئے اس کی طرف کوئی راہ نہیں۔ صبح کو ابو قلابہ نے تمام لوگوں کو اس کی خبر دی تمام لوگ اس کے جنازے میں شریک ہوئے۔ روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں۔ کذا فی شرح الصدور (ص ۱۳ طبع مصری)

''روى الطبرانى فى الاوسط عن ابى هريرة رفعه يؤتى الرجل فى قبره فاذا اتى من قبل رأسه دفعه تلاوة القرآن الحديث۔ وفى روايت تأتى الصلاة عن يمينه والصيام عن شماله والصدقة وفعل الخيرات والاحسان الى الناس ومشيه الى المساجد من قبل رجليه والصبر حجرة اى ناحية فيقول اما انى لو رأيت خللا كنت انا صاحبه وقال سفيان الثورى تحاص عنه اعماله الصالحة كما يحاحش الرجل عن اخيه واهله والده ثم يقال له عن ذالك بارك الله فى مضجعك فنعم الاخلاء اخلاءك ونعم الاصحاب اصحابك۔ رواه ابن ابى الدنيا فى كتاب القبور'' (اتحاف ج ۱۰ ص ۴۱۹)

طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جب انسان کے پاس قبر میں عذاب آتا ہے تو جب سر کی طرف سے آتا ہے تو اس کو تلاوت قرآن دفع کرتی ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ نماز آتی ہے اس کے

دائیں اور روزہ بائیں سے صدقہ اور دوسرے نیک کام اور احسان جو اس نے لوگوں کے ساتھ کئے تھے اور مساجد کی طرف چلنا اس کے پیروں کی طرف سے اور صبر ایک طرف کھڑا رہتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اگر میں کوئی کمی دیکھوں گا تو میں ساتھ دوں گا اور سفیان نے کہا کہ اس سے اعمال صالحہ (عذاب کی) اس طرح مدافعت کرتے ہیں جیسے آدمی اپنے بھائی اور اہل وعیال سے مدافعت کرتا ہے۔ پھر اس وقت اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ برکت دے تیرے مرقد میں۔ پس بہت ہی عمدہ ہیں یہ تیرے دوست اور عمدہ ہیں تیرے یہ ساتھی۔ اس کو ابن ابی دنیا نے کتاب القبور میں روایت کیا۔

اولاد اور اقارب کی جانب سے میت کا استقبال

ابن ابی الدنیا نے سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ جب میت مرتا ہے تو اس کا لڑکا استقبال کرتا ہے جیسا کہ غائب کا استقبال کیا جاتا ہے۔

مسند بزار میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مومن کی روح آسمان پر جاتی ہے تو ارواح مومنین اس کے پاس آتی ہیں اور اپنی جان پہچان والوں کا حال دریافت کرتی ہیں۔ اگر یہ مردہ کسی کی نسبت یہ کہتا ہے کہ فلاں شخص تو مر چکا ہے تو وہ ارواح یہ کہتی ہیں کہ وہ ہمارے پاس تو آیا نہیں۔ قال السیوطی ہذا حدیث صحیح رجالہ ثقات۔ (اتحاف ج ۱۰ ص ۱۹۵)

اور ایک حدیث میں ہے کہ جب ارواح مومنین اس آنے والے مردہ سے دنیا کا حال پوچھتی ہیں تو فرشتے ان سے یہ کہتے ہیں کہ اس شخص پر رحم کرو۔ ابھی تو مصیبت اور بلاء سے چھوٹ کر آیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر پوچھنا شروع کرتے ہیں کوئی بھائی کو پوچھتا ہے اور کوئی ساتھی کو۔

ثابت بنانی سے مروی ہے کہ جب میت مرتا ہے تو اس کے اہل واقارب جو پہلے مر چکے ہیں وہ اس کو آکر گھیر لیتے ہیں اور اس قدر خوش ہوتے ہیں۔ جیسا کہ گھر والے اپنے آدمی کے سفر سے واپس آنے پر خوش ہوتے ہیں۔ (کذا فی الاتحاف ج ۱۰ ص ۳۹۴، ۳۹۵)

مستقر ارواح

یعنی روح بدن سے جدا ہونے کے بعد کہاں رہتی ہے اور اس کا مقام اور مستقر کہاں ہے۔ اس بارے میں روایات بکثرت آئی ہیں جو بظاہر مختلف معلوم ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے علماء کے اقوال بھی اس بارہ میں بہت ہیں۔ حافظ ابن قیم ؒ ان تمام روایات اور اقوال مختلفہ کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ ارواح کے بارہ میں کوئی حکم کلی اور قطعی نہ لگایا جائے بلکہ یہ کہا جائے کہ ارواح باعتبار سعادت اور شقاوت کے مختلف المراتب ہیں، کسی کی روح ملاء اعلیٰ علیین میں ہے اور کسی کی روح حضرت آدم علیہ السلام کی کفالت میں ہے اور کسی کی روح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کفالت میں ہے اور کسی کی روح حضرت میکائیل کی کفالت میں اور کسی کی روح سبز پرندوں میں سیر کرتی ہے اور کسی کی روح جنت کے باغوں میں چرتی ہے اور کسی کی روح جنت کے دروازوں پر ہے اور کسی کی روح سجین میں ہے اور کسی کی روح آگ کے تنور میں ہے اور کسی کی روح خون کی نہر میں ہے۔ وغیرہ وغیرہ!

غرض یہ کہ سعداء اور اشقیاء ہر ایک کی ارواح کا مستقر ایک نہیں، ہر ایک کا مستقر اپنے اپنے مرتبہ کے مطابق جداگانہ ہے اور باوجود اس کے ہر روح کو اپنے اس جسم کے ساتھ جو قبر میں ہے ایک خاص تعلق اور اتصال ہے جس کی حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے۔ بطور مثال یا نمونہ ایسا سمجھو جیسا کہ سونے والے کی روح کو سونے والے کے جسم سے ایک خاص معنوی تعلق ہوتا ہے جو بظاہر محسوس نہیں ہوتا۔ اسی طرح مردہ کی روح کو مردہ کے جسم سے ایک خاص تعلق ہوتا ہے جو محسوس نہیں ہوتا۔ امام قرطبی اور حافظ عسقلانی اور شیخ جلال الدین سیوطی کا یہی مختار ہے۔ اس قول سے تمام مختلف روایتیں متفق ہو جاتی ہیں اور روایات میں کسی قسم کا اختلاف اور تعارض باقی نہیں رہتا۔ تفصیل کے لئے شرح (شرح الصدور ص ۱۵۵ باب مقرالارواح) کی مراجعت فرمائیں۔

عالم برزخ

''قال تعالیٰ: ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون'' اور ان کے آگے ایک عالم برزخ ہے اس دن تک کہ حساب وکتاب کے لئے اٹھائے جائیں۔

لغت میں برزخ اس شے کو کہتے ہیں کہ جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو اور اصطلاح شریعت میں برزخ وہ زمانہ ہے کہ جو موت اور حشر کے درمیان ہے (کما اخرجہ ابو نعیم عن مجاھد وروی نحوہ عن الضراء) اور اسی عالم برزخ کا دوسرا نام عالم قبر ہے۔ قبر اسی ظاہری گڑھے کا نام نہیں بلکہ انسان کا ایک گھر ہے جس میں انسان دنیا کے بعد اور آخرت سے پہلے رہتا ہے۔ یہ گھر دنیا اور آخرت کے درمیان واسطہ ہے اور یہ گھر دنیا سے اتنا زیادہ وسیع ہے۔ جیسا کہ دنیا ماں کے پیٹ سے زیادہ وسیع ہے۔ یہاں ایمان اور کفر، اخلاص اور اچھے اور برے اعمال کی جانچ اور پڑتال ہوتی ہے۔ ایمان اور کفر، طاعت اور معصیت کا اثر نظروں کے سامنے آجاتا ہے اور قرآن وحدیث نے جن چیزوں کی خبر دی تھی ان کا آنکھوں سے مشاہدہ ہو جاتا ہے۔

عالم برزخ، عالم دنیا اور عالم آخرت کے درمیان ہے نہ تو محض خواب ہے جیسا کہ عالم دنیا ایک خواب ہے۔ حدیث میں ہے: ''الناس نیام اذاماتوا انتبھوا'' لوگ سو رہے ہیں جب مرتے ہیں تب بیدار ہوتے ہیں:

مردمان را سر بسر خواب داں　　　گشت بیدار آنکہ او رفت از جہاں

اور عالم آخرت خالص بیداری ہے اور یہ عالم قبر، نوم اور یقظہ یعنی خواب اور بیداری کے بین بین ہے۔ دنیا سے بالکلیہ تعلق منقطع نہیں ہوا۔ مردہ خود عمل نہیں کر سکتا۔ لیکن زندوں کی طرف سے اس کو ثواب پہنچ سکتا ہے۔ عالم دنیا میں جسمانیت کا غلبہ ہوتا ہے اور عالم برزخ میں روحانیت کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس لئے جسمانی کیفیتیں کالعدم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے عالم برزخ میں نکاح وغیرہ نہیں۔ البتہ آخرت میں روح اور جسم دونوں کے آثار علی وجہ الکمال والتمام ظاہر ہوں گے اس لئے وہاں نکاح وغیرہ بھی ہوگا۔

عذاب قبر سے نجات دینے والے اعمال

علامہ سفارینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عذاب قبر سے نجات دینے کے لئے سب سے زیادہ نافع اور مفید عمل یہ

ہے کہ انسان جب سونے کا ارادہ کرے تو تھوڑی دیر کے لئے اپنی چار پائی پر بیٹھ جائے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ صبح سے لے کر اس وقت تک آخرت کی تجارت میں کیا نفع کمایا اور کیا نقصان اٹھایا۔ بعد ازاں سچے دل سے تمام گناہوں سے توبہ اور استغفار کرے اور یہ پختہ ارادہ کرے کہ کل آئندہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کروں گا اور کلمات توبہ واستغفار پڑھتا ہوا سو جائے۔ پس اگر اس رات میں مرا تو توبہ پر مرے گا اور اگر بیدار ہوا تو از سر نو سرور وانبساط کے ساتھ اعمال صالحہ کو شروع کرے گا اور ان کلمات توبہ استغفار کے ساتھ وہ اذکار ماثورہ بھی پڑھنے چاہئیں جن کے متعلق احادیث میں سونے کے وقت پڑھنے کی ترکیب اور فضیلت آئی ہے۔ (یہ تمام اذکار حصن حصین میں مذکور ہیں) (کذا فی شرح العقیدہ السفارینیہ ج ۲ ص ۱۷)

نیز جب انسان سوجاتا ہے تو فرشتے نامہ اعمال لپیٹ دیتے ہیں پس مناسب یہ ہے کہ نامہ اعمال کا خاتمہ توبہ اور استغفار پر ہو اور پھر جب صبح کو اٹھے تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لے تا کہ سونا اور جاگنا سب اللہ ہی کے نام پر ہو۔

وآخر شئ انت فی کل ھجعۃ   واوّل شئ انت عند ھبوبی

اور عجب نہیں کہ جب اس کا نامہ اعمال خداوند ذوالجلال کے سامنے پیش ہو تو اوّل وآخر کے درست ہونے کی وجہ سے درمیانی خلل سے اغماض اور مسامحت کر لی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر سابق ہے اور عفو وکرم اس کے نزدیک جزاء اور انتقام سے زیادہ محبوب ہے۔ اللّٰھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا!

اب اس کے بعد ہم ان چند اعمال صالحہ کا ذکر کرتے ہیں جن کے متعلق احادیث میں آیا ہے کہ یہ اعمال انسان کو عذاب قبر سے نجات دینے میں معین اور مددگار ہیں۔

(۱) سورہ ''تبارک الذی'' کا پڑھنا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص ہر رات کو سوتے وقت سورہ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرام اس سورہ کو سورہ مانعہ اور منجیہ اور مجادلہ کہا کرتے تھے کہ یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے بچائے گی اور اللہ کے یہاں اس کی طرف سے مجادلہ اور مخاصمہ کرے گی اور اس بارے میں بکثرت احادیث آئی ہیں۔ (شرح الصدور ص ۷۷)

(۲) سورہ ''الم تنزیل'' سجدہ کا پڑھنا

خالد بن معدان تابعی سے مروی ہے کہ مجھ کو سلف سے یہ پہنچا ہے کہ سورہ تبارک الذی کی طرح سورہ الم سجدہ بھی قبر میں مومن کی طرف سے جھگڑا کرے گی کہ اے اللہ! اگر میں تیری کتاب کی ایک سورۃ ہوں تو میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما اور اگر (بفرض محال) میں تیری کتاب کی سورت نہیں تو مجھ کو اس سے محو کر دے۔ خالد بن معدان شب میں جب تک ان دونوں سورتوں کو پڑھ نہ لیتے اس وقت تک سوتے نہیں تھے۔ ترمذی اور دارمی میں جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک تنزیل سجدہ اور تبارک الذی نہ پڑھ لیتے۔ (شرح الصدور ص ۱۲۵)

(۳) ہر روز ''لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین'' سو بار پڑھنا

''اخرج الدیلمی والخطیب فی الروایة عن مالک وابو نعیم وابن عبدالبر فی التمھید عن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھه قال قال رسول اللہ ﷺ من قال فی کل یوم مائة مرة لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین کان له امانا من الفقر وانسانی وحشة القبر وفتحت له ابواب الجنة واخرجه الخطیب من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ''
(شرح الصدور)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص روزانہ ''لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین'' سو مرتبہ پڑھے تو اس کے لئے فقر اور تنگ دستی سے امان حاصل ہو اور قبر کی وحشت اور ظلمت میں اس کے لئے باعث انس ہو اور جنت کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جائیں گے اور اسی طرح سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(۴) شدید گرمی میں روزہ اور رات کی تاریکی میں ایک دوگانہ

''اخرج ابن ابی الدنیا فی کتاب التھجد عن السری بن مخلد ان النبی ﷺ قال لابی ذر لو اردت سفرا الا اعددت له عدت فکیف سفر طریق القیامة الا انبئک یا ابا ذر مما ینفعک ذالک الیوم قال بلی بابی انت وامی قال صم یوما شدید الحر لیوم النشور وصل رکعتین فی ظلمة اللیل لوحشة القبور'' (شرح الصدور)

سری بن مخلد سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر تو دنیا کا کوئی سفر کرے تو سفر کے لئے تو کچھ نہ کچھ سامان ضرور کرے گا۔ پس سفر آخرت کے لئے کیسا اور کتنا سامان چاہئے اے ابوذر! کیا میں تجھ کو اس چیز کی خبر نہ دوں جو تجھ کو اس روز کام دے، شدید گرمی میں روزہ رکھ، قیامت کے دن کی گرمی میں تجھ کو فائدہ پہنچائے گا اور رات کی تاریکی میں کم از کم دو رکعت نماز پڑھ لیا کر، قبر کی وحشت اور تنہائی میں تجھ کو کام آئیں گی۔

مسجد میں روشنی کرنا اور خوشبو کرنا

''اخرج ابو الفضل الطوسی فی عیون الاخبار بسنده عن عمر مرفوعا من نور فی مساجد اللہ نور اللہ له فی قبر من ارواح فیه رائحة طیبة ادخل اللہ علیه فی قبره من روح الجنة'' (شرح الصدور) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد میں روشنی کرے اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں روشنی کرے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی مسجد میں خوشبو رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو جنت کی خوشبو سے معطر کرے گا۔

قرآن کریم

ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عکرمہ سے مروی ہے کہ مومن کو قبر میں پڑھنے کے لئے قرآن کریم دے دیا جاتا ہے اور ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قرآن کریم یاد کرنا شروع کر دیا اور یاد کرنے سے پہلے مرگیا تو قبر میں اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو اس کو قرآن کریم کی تعلیم دیتا ہے اور یاد کراتا ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۲۸)

علم اور کتب خانہ

دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب عالم مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے علم کو اس کے لئے مصوّر اور متشکل کر دیتے ہیں تا کہ قیامت تک اس کے لئے باعث انس ہو اور وہ علم زمین کے کیڑوں کو اس سے دفع کرتا رہتا ہے۔

''وروی الحافظ ابو العلاء الهمدانی فی النوم بعد موته وهو فی مدینة جدرانها و حیطانها کلها کتب فسئل عن ذالک فقال سالت الله تعالٰی ان یشغلنی بالعلم کما کنت اشتغل به فانا اشتغل بالعلم فی قبری'' (شرح الصدور ص ۱۲۸)

حافظ ابو العلاء ہمدانی کو مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ موصوف ایک ایسے عظیم الشان شہر میں ہیں کہ جس کی تمام در و دیوار کتابیں ہی کتابیں ہیں دیکھنے والے نے حافظ ابو العلاء سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے تو فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھ کو دنیا کی طرح یہاں بھی علم ہی کا مشغلہ عطاء فرمائیں۔ حق تعالیٰ نے مجھ کو یہ کتب خانہ عطاء کیا۔ پس میں اپنی قبر میں بھی علم میں ہی مشغول ہوں۔

خاتمہ بالخیر کی علامتیں

حق تعالیٰ جب کسی کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو مرنے سے کچھ روز پہلے خاص طور پر اس کو اتابت اور طاعت کی رغبت اور معصیت کی نفرت اس کے دل میں ڈال دیتے ہیں اور دنیا سے بے زار اور آخرت کا شائق اور طلب گار بنا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کا خاتمہ اللہ تعالیٰ کے ذکر پر ہوتا ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ نماز سے کاہلی اور والدین کی نافرمانی اور مسلمانوں کی ایذاء رسانی بسا اوقات سوء خاتمہ کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ آمین!

اللّٰهم فاطر السمٰوات والارض انت ولیّ فی الدنیا والآخرة توفنی مسلماوّ الحقنی بالصالحین۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین یا ذا الجلال والاکرام!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منظومة التثبیت عند التبییت

(۱)

الحمد لله علی الاسلام والشکر لله علی الانعام

حمد ہے حق تعالیٰ کی کہ اس نے اسلام کی نعمت اور دولت سے ہم کو سرفراز فرمایا اور ہمارا نام بھی مسلمان رکھا ھو سمّٰکم المسلمین من قبل وفی هذا اور شکر ہے حق تعالیٰ کا اس کے ظاہری اور باطنی انعامات پر:

شکر ہے نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو عذر تقصیرات ما چنداں کہ تقصیرات ما

(۲)

وافضل الصلاة والثناء علی النبی خاتم النباء

اور افضل الصلاۃ والسلام ہو خاتم الانبیاء سیدنا محمد ﷺ پر۔

(۳)

واله اهل الوفا وصحبه وجنده اهل التقی وحزبه

اور صلوٰۃ وسلام ہو آپ ﷺ کی آل پر جو اہل وفا ہیں یعنی جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حقوق ادا کئے اور آپ کے اصحاب ورفقاء اور آپ کے لشکر پر جو کہ اہل تقویٰ ہیں اور آپ کے گروہ پر یعنی جو آپ کے طریقہ پر ہو۔

(۴)

وهذه ازجوزة مفیدة ضمنتها فوائداً عدیده

اور یہ ایک نہایت مفید قصیدہ ہے جس کے ضمن میں میں نے بہت سے فوائد ودیعت رکھے ہیں۔

(فائدہ) رجز شعر کی ایک نوع ہے جس کا وزن چھ بار مستفعلن ہے۔

(۵)

فی فتنة المقبور حین یسئل وما اتی به النبی المرسل

یہ قصیدہ مقبور یعنی مردہ کے امتحان اور سوال کے متعلق ہے کہ جب اس سے قبر میں سوال کیا جائے گا اور خصوصاً اس سے کہ نبی مرسل کیا لے کر آئے اور تم نے اس کی تصدیق کی یا تکذیب۔ (فائدہ) قبر کی سنت سے پہلے کوے نے جاری کی۔ جیسا کہ ہابیل وقابیل کے قصہ میں ہے: ''فبعث اللہ غراباً یبحث فی الارض لیریه کیف یواری سوأة اخیه'' (پس بھیجا اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو جو زمین کو دتا تھا تا کہ بتلائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کیسے دفن کرے۔

(۶)

أعلم هداک الله للرشاد مؤفقا لطرق السداد

اے عزیز جان! اللہ تعالیٰ تجھ کو ہدایت دے اور سیدھے راستوں پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

(۷)

ان الذی علیه اهل السنة لحجج امضی من الاسنه

تحقیق اہلسنت والجماعت کا مسلک جو ایسے واضح اور قطعی دلائل سے ثابت ہے کہ جو تیر اور تلوار سے روا ہیں یہ ہے۔ (جو آئندہ شعر میں ذکر کرتے ہیں)

(۸)

ان سوال املکین من قبر حق به الایمان فرض قد شهر

دو فرشتوں کا مردہ سے قبر میں سوال کرنا حق ہے جس پر ایمان لانا فرض ہے۔ جیسا کہ تمام امت میں مشہور اور معلوم ہے۔

(۹)

اتی به القرآن بالاشاره ووافقت أیاته الاناره

سوال قبر کا ذکر قرآن کریم کی آیات میں بطور اشارہ آیا ہے اور آیات قرآنیہ سراسر نور اور ایک نسخہ میں بجائے الانارہ کے آثارہ آیا ہے اور یہ زیادہ ظاہر ہے اور اس نسخہ پر شعر کے معنی یہ ہوں گے کہ سوال قبر کا ذکر قرآن کریم میں بطور اشارہ آیا ہے اور احادیث نبویہ میں اس کی تصریح وتشریح آئی ہے۔

(۱۰)

تواترت به الاحادیث التی قد بلغت سبعین عند العدۃ

سوالِ قبر کے بارے میں احادیث متواتر ہیں جن کا شمار ستر تک پہنچا ہے جو شرح الصدور وغیرہ میں مذکور ہیں۔

(۱۱)

والأیة السؤال فیها کامن یثبت الله الذین أمنوا

اور وہ آیت جس میں سوال قبر مستور ہے یعنی بطور اشارہ مذکور ہے وہ یہ آیت ہے:

''یثبت الله الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الأخرۃ ویضل الله الظالمین ویفعل الله مایشآء۔'' اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دنیا اور آخرت کے امتحان میں کلمہ طیبہ اور پختہ قول پر ثابت اور قائم رکھتا ہے اور ظالموں کو امتحان میں بچلا دیتا ہے۔ وہ اللہ ہی اپنے ارادے اور مشیت اور اپنی حکمت سے جو چاہے کرے۔

تفصیل کے لئے کتب تفاسیر کی طرف مراجعت کریں اور اس آیت کے علاوہ اور بھی آیتیں ہیں جن میں ثواب اور قبر کے عذاب کا ذکر ہے۔'' کما قال تعالیٰ وان للذین ظلموا عذاباً دون ذالک۔ وقال تعالیٰ فوقه الله سیات ما مکرو وحاق بأل فرعون سوء العذاب ۔ النار یعرضون علیها غدوا وعشیاً ویوم تقوم الساعة ادخلوا ال فرعون اشدّ العذاب''

شبهة الزنادقه علی عذاب القبر والجواب عنها

زندیق یعنی بے دین لوگوں کو عذاب قبر پر شبہ اور اس کا جواب:

(۱۲)

وکوننا اذا کشفنا الموتٰی لم نر حسّاً منهم وصوتاً

شبہ یہ ہے کہ جب ہم قبر کو کھول کر دیکھتے ہیں تو ہم نہ کوئی حس وحرکت دیکھتے ہیں اور نہ کوئی آواز سنتے ہیں، مردہ کو اپنی حالت میں پاتے ہیں۔ عذاب اور ثواب کا کوئی اثر نہیں پاتے۔

(۱۳،۱۴،۱۵)

اجاب عند المالکی المغربی اعنی ابابکر هو بن العربی

بانما الادراک معنی یخلق لمن یشآء ومن یشآء یولق

ولیس بالطبع والابدات ولا باسباب ولا صفات

قاضی ابوبکر بن عربی مالکی مغربی نے اس شبہ کا جواب دیا کہ ادراک بصر حق تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ کے تابع ہے جس کو چاہیں دکھلائیں اور جس کو چاہیں نہ دکھلائیں اور پھر یہ کہ چاہے قلیل دکھلائیں یا کثیر جیسا کہ جنگ بدر میں قلیل کو کثیر اور کثیر کو قلیل دکھلایا۔ کما قال تعالیٰ: ''واذیریکموھم اذالتقیتم فی اعینکم قلیلاً ویقللکم فی اعینھم'' نیز جنگ بدر میں مسلمانوں کی تائید کے لئے آسمان سے فرشتے اترے اور کافروں کو مارا۔ لیکن شیطان تو ان فرشتوں کو دیکھتا تھا اور مشرکین نہیں دیکھتے تھے۔ ''کما قال تعالیٰ اذ زین لھم الشیطان اعمالھم، الی قولہ انی اری ما لا ترون انی اخاف اللہ'' وجہ اس کی یہ ہے کہ ادراک طبیعت بشری اور ذات بصری کا اقتضاء نہیں اور نہ اسباب وصفات کی وجہ سے ہے۔ جیسا کہ معتزلہ اور فلاسفہ کہتے ہیں بلکہ اللہ کی خلق اور مشیت کے تابع ہے جس کے لئے جس وقت اور جتنی مقدار چاہیں اتنا ہی ادراک پیدا فرما دیتے ہیں۔ بسا اوقات کوئی شے سامنے رکھی ہوئی ہوتی ہے مگر نظر نہیں آتی۔

(۱۶)

الا تریٰ جبریل حین انزلہ بالوحی لکلیما کمثل الصلصلہ

(۱۷)

یسمعہ النبی ثم یرفع وصحبہ من حولہ لا یسمعہ

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جبرئیل امین وحی لے کر حضور پر نور ﷺ پر نازل ہوتے تھے جس کی آواز گھنٹہ کی گونج کی طرح ہوتی تھی لیکن اس آواز کو نبی کریم ﷺ تو سنتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حضور کے اردگرد بیٹھے ہوتے تھے، وہ اس آواز کو نہیں سنتے تھے۔ پس اسی طرح ممکن ہے قبر پر مردہ کو عذاب ہوتا ہو اور اس عالم کے باشندے کسی حکمت کی وجہ سے اس کا مشاہدہ نہ کر سکتے ہوں۔ انسان خواب میں عجیب وغریب چیزیں دیکھتا ہے اور جو شخص بیدار اس کے پاس بیٹھا یا لیٹا ہے وہ کچھ نہیں دیکھتا۔ مردہ مرتے وقت ملائکۃ الموت کو دیکھتا ہے اور بسا اوقات ان سے باتیں بھی کرتا ہے۔ جیسا کہ بے شمار واقعات اس کے شاہد ہیں۔ مگر مرنے والے کے پاس بیٹھنے والے موت کے فرشوں کو نہیں دیکھتے۔ پس اسی طرح ممکن ہے کہ قبر میں سانپ اور بچھو بھی ہوں مگر ہم کو نظر نہ آتے ہوں اس لئے کہ وہ سانپ اور بچھو اس عالم کے نہیں بلکہ وہ عالم غیب کے ہیں۔ ان کے دیکھنے کے لئے اس جہان کی آنکھ کافی نہیں۔ البتہ بطور کرامت وبطریق خرق عادت کبھی کبھی کسی کو دکھلا بھی دیتے ہیں لیکن عام طور پر اللہ تعالیٰ نے عالم برزخ کے احوال کو لوگوں کی نظروں سے مخفی اور مستور رکھا ہے تاکہ ایمان بالغیب باقی رہے، مشاہدہ کے بعد ایمان ختم ہو جاتا ہے بغیر دیکھے فرشتوں کو ماننا ایمان ہے اور مرتے وقت فرشتوں کو دیکھ کر فرشتوں کو ماننا ایمان نہیں۔ اس لئے کہ یہ ماننا، خدا اور رسول کے کہنے سے نہیں ہوا بلکہ مشاہدہ نے ماننے پر مجبور کر دیا۔

(۱۸)

ونحو ھذا القول فی المراد تحالہ الامام فی الارشاد

اور امام الحرمین اپنی کتاب ارشاد میں اسی قول کی طرف مائل ہوئے ہیں۔

(۱۹)

وحجة الاسلام فی الاحیاء وکم امام راح ذا اکتفاء

اور علیٰ ہذا امام غزالی نے احیاء العلوم میں اور بہت سے ائمہ دین نے اسی تقریر پر اکتفاء کیا ہے اور ایک نسخہ میں ہے ذا اقتفاء یعنی اسی کا اتباع کیا ہے۔

(۲۰)

فکن بھذا جازم اعتقاد تسلک به فی سبل الرشاد

پس اسی کا اعتقاد جازم رکھ۔ اسی اعتقاد کے ذریعہ ہدایت کے راستہ پر چل سکے گا۔

(۲۱)

وانما المنکر للسوال ذو ابتداع وذو اعتدال

اور جز ایں نیست سوال قبر کا منکر بدعتی اور معتزلی ہے، اہلسنت کا اجماعی عقیدہ یہی ہے کہ سوال قبر حق ہے۔

فصل

(۲۲)

واثبات[1] عذاب المیت لروحه وجسمه فاستثبت

قبر میں میت کا عذاب اور ثواب جسم اور روح دونوں ہی کے لئے حق اور ثابت یقین کر اس لئے کہ انسان روح اور جسم سے مرکب ہے لیکن دار دنیا میں جسم کے احکام اصل ہیں اور روح جسم کے تابع ہے اور عالم برزخ میں روح اصل ہے اور جسم تابع ہے اور قیامت میں روح اور جسم ہر ایک کے احکام مستقل ہیں۔ روح اور جسم ہر ایک پر عذاب اور ثواب مستقلاً ہوگا۔ فلاسفہ اور بعض معتزلہ اس طرف گئے ہیں کہ عذاب فقط ارواح پر ہوتا ہے۔ اجسام پر عذاب وثواب نہیں ہوتا۔ اہلسنت کا مسلک یہ ہے کہ قبر میں عذاب اور نعیم روح اور بدن دونوں کو حاصل ہوتا ہے۔

حکمة السوال والجواب

(۲۳)

قال الحلیمی من الاصحاب فی حکمة السوال الجواب

حلیمی جو اصحاب شافعیہ میں سے ہیں انہوں نے قبر کے سوال وجواب کی یہ حکمت بیان کی ہے۔

(۲۴)

القبر بعد الموت للانسان هو الطریق للمقرّ الثانی

کہ انسان کا پہلا ٹھکانہ یہ دار دنیا ہے اور دوسرا ٹھکانہ عالم برزخ ہے جو مرنے کے بعد سے قیامت تک ہے اور تیسرا ٹھکانہ قیامت کے بعد دار قرار یعنی جنت یا نار ہے اب اس کے بعد اور کوئی دار اور مستقر نہیں۔

[1] ہذا الشعر ہکذا فی الاصل۔

(۲۶،۲۵)

فيه يكون الفحص عن ايمانه ليعرج الروح الى جنانه
ان كان معدوداً من الابرار او هوت ان كان من الفجار

اس دوسرے ٹھکانہ یعنی عالم قبر میں اس ایمان کی جانچ پڑتال ہوتی ہے جو دار دنیا میں لایا تھا۔ اگر نیکوں میں سے ثابت ہوا تو اس کی روح کو جنت میں لے جاتے ہیں اور اگر فجار اور بدکاروں میں سے نکلا تو نیچے اسفل السافلین میں لے جا کر اس کی روح کو پھینک دیتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ سوال قبر سے مقصود خبیث اور طیب کو ممتاز کرنا ہے تا کہ طیب کی روح کو جنت کی طرف لے جائیں اور خبیث کی روح ساتویں زمین کے گڑھے میں لے جا کر پھینک دیں۔

(۲۷)

وهو نظير وقفه فى الحشر مستعرضا اعماله فى الجسر

اور سوال قبر کی نظیر وقفہ حشر ہے کہ قیامت کے دن میدان حشر میں لوگوں کو کھڑا کیا جائے گا اور پل صراط پر کھڑا کر کے اعمال پیش کئے جائیں گے تا کہ خبیث اور طیب میں امتیاز ہو جائے جس کے عمل اچھے ہوں گے وہ صحیح سالم گزر جائے گا اور جس کے اعمال برے ہوں گے وہ کٹ کر جہنم میں گر جائے گا۔ پس جس طرح پل صراط پر کھڑا کرنا خبیث وطیب میں امتیاز کے لئے ہے۔ اسی طرح قبر میں سوال بھی خبیث اور طیب کی تمیز کے لئے ہے۔

(۲۸)

وقال آخرون لمّا ارسلا نبيّنا بالسيف رحمة الّى

اور بعض علماء نے یہ کہا کہ سوال قبر میں حکمت یہ ہے کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ نبی جہاد وقتال تھے جس سے مقصد فقط اسلام کی حکومت قائم کرنا تھی۔ بجبر کسی کو مسلمان بنانا نہ تھا، اسلامی حکومت تسلیم کرنے کے بعد کافر کو اختیار تھا کہ وہ اپنے مذہب پر قائم رہے اور اسلامی حکومت میں ذمی بن کر رہے۔

(۲۹)

اظهر قوم من عظيم الخوف ايمانهم خلاف مافى الجوف

لیکن بعض لوگوں نے ڈر کی وجہ سے خلاف باطن ایمان ظاہر کیا اور اسی طرح دنیا میں محض ظاہری طور پر مسلمان رہے دل سے ایمان نہ لائے۔

(۳۰)

فقيّض الله لهم فتانا فى القبر حين يفتن الانسانا

پس اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد قبر میں منکر ونکیر کو ان کی امتحان اور آزمائش کے لئے مقرر کیا۔

(۳۱)

لكى يميز المؤمن الصدوق من منافق اذ كان قبل لم يبن

تا کہ مومن مخلص وصادق منافق سے ممتاز اور جدا ہو جائے اور جس کا نفاق اب تک ظاہر نہیں ہوا تھا اس کا نفاق ظاہر ہو جائے۔ یہ حکمت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہر فرمائی ہے۔

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلی امتوں نے اگر رسول کی اطاعت کی فبہا ورنہ وہ دنیاوی عذاب سے ہلاک کردیئے گئے۔ نبی اکرم ﷺ رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے۔ آپ کی امت پر قوم عاد وثمود کی طرح دنیا میں کوئی عذاب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی جہاد بنا کر بھیجا کہ جو نہ مانیں ان سے جہاد وقتال کریں۔ اگر اس اثناء میں حق واضح ہوگیا تو فہوالمراد، ورنہ وہ اسلام لانے پر مجبور نہیں کئے جائیں گے۔ اسلامی رعایا بن کر رہ سکتے ہیں۔ چونکہ جہاد وقتال میں یہ احتمال ہے کہ کوئی شخص خوف کی وجہ سے ظاہراً کلمہ اسلام کا پڑھ لے تو دنیا میں تو معاملہ مسلمان ہی جیسا ہوگا۔ البتہ قبر میں اس کے صدق وکذب کا امتحان ہوگا کہ دعویٰ ایمان میں سچا تھا یا جھوٹا۔ لیکن حکیم ترمذی کا یہ کلام دو باتوں پر موقوف ہے۔ اوّل تو انبیاء سابقین مامور بالجہاد والقتال نہ ہوں۔ دوم یہ کہ سوال قبر امت محمدیہ کے ساتھ مخصوص ہو اور یہ دونوں امر متکلم فیہ ہیں۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ بیان حکمت میں توقف کیا جائے:

کہ کس نہ کشود ونہ کشاید بحکمت ایں معمارا

امر النبی ﷺ بہ تعلیم الجواب

(۳۲)

كان يقول المصطفى تعلّموا حجتكم فانكم تكلّموا

ابن شاہین کی روایت میں ہے کان النبی ﷺ یقول تعلموا حجتکم فانکم تسألون۔ یعنی تم اپنے جواب اور دلیل کو سیکھ لو کیونکہ قبر میں تم سے سوال اور پرسش ہوگی۔

(۳۳)

فكانت الانصار لوصى المحتضر ومن يميز من غلام ذى بصر

چنانچہ انصار کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی شخص مرنے لگتا تو اس کو قبر کے سوال وجواب کی تعلیم وتلقین کرتے اور جب بچہ سمجھ دار ہوجاتا تو اس کو یہ یاد کراتے کہ اگر فرشتے قبر میں آکر سوال کریں تو اس طرح جواب دینا۔ من ربک کے جواب میں اللہ ربی کہنا اور مادینک کے جواب میں الاسلام دینی کہنا اور من نبیک کے جواب میں محمد ﷺ نبی کہنا۔

(۳۴)

تقول اذا ما يسألوك فقل ولا تكن فى الحق ذا

جب فرشتے تجھ سے آکر سوال کریں تو اس طرح جواب دینا اور حق میں متزلزل نہ ہونا۔

(۳۵)

الله ربى دينى الاسلام محمد نبى الامام

جواب میں یہ کہنا کہ اللہ میرا رب ہے اور دین میرا اسلام ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ میرے نبی اور پیشواء ہیں۔

حکایت

سہل بن عمار نے یزید بن ہارون کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا گزری؟ کہا دو سخت

فرشتے میرے پاس آئے اور سوال کیا کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ میں نے اپنی سفید سفید داڑھی کو ہاتھ میں پکڑ کر کہا کہ مجھ سے سوال کرنے آئے ہو۔ حالانکہ مجھے تو لوگوں کو قبر کے سوال و جواب کی تعلیم و تفہیم کرتے ساٹھ برس گزر گئے اور بڑھاپا آ گیا۔

حکایت

ایک عالم کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ قبر میں کیا گزری؟ اس عالم نے کہا کہ نکیرین میرے پاس آئے اور سوال کیا من ربک، و مادینک، و من نبیک تو میں نے کہا کہ جواب نثر میں چاہتے ہو یا نظم میں۔ اگر نظم میں جواب چاہتے ہو تو یہ ہے:

ربی الله لااله سواه ورسوله محمد مصطفاه

وولی کتاب ربی ودینی هو ما اختاره لنا وارتضاه

مذهبی مرتضی وفعلی ذمیم اسأل الله عفوه ورضاه

الامر بالتلقین

یعنی دفن کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر منکر و نکیر کے جواب کی تلقین کرنا، مثلاً یہ کہنا کہ اے فلاں بن فلاں تیرا رب اللہ ہے اور تیرا دین اسلام ہے اور تیرے نبی محمد ﷺ ہیں۔ یہ تلقین معجم طبرانی میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ حدیث موضوع ہے اور بعض کے نزدیک ضعیف اور منکر ہے۔ اس لئے علماء میں اختلاف ہے۔ بعض علماء اس حدیث کی بناء پر تلقین کو مستحسن بتلاتے ہیں اور جمہور علماء و فقہاء کے نزدیک تلقین بدعت ہے۔ کیونکہ صحابہ، تابعین اور خلفاء راشدین سے ایک حرف بھی اس بارہ میں منقول نہیں۔ چنانچہ فتح القوی شرح منظومۃ الہدی النبوی میں ہے:

والدرس فوق القبر ليس يشرع كلا ولا تلقينه المبتدع

شیخ جلال الدین سیوطی کا میلان استحسان کی طرف معلوم ہوتا ہے۔

(۳۶)

قدام النبی بالتلقین من بعد شن التراب للمدفون

معجم طبرانی کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تلقین میت کا حکم دیا۔ اس میں اختلاف ہے کہ کس وقت تلقین کی جائے بعض کہتے ہیں کہ قبر بند کرنے اور مٹی ڈالنے کے بعد تلقین کی جائے۔

(۳۷)

وقیل قبل ان یهال الترب وان یعد ثلاثة فندب

اور بعض کہتے ہیں کہ مٹی ڈالنے سے پہلے تلقین کرنی چاہئے اور اگر تین مرتبہ تلقین کا اعادہ کیا جائے تو مستحب ہے۔

(۳۸)

ومثله جاء عن الاصحاب وطلب التثبیت لاستحباب

اور اسی کے مثل اصحاب سے آیا ہے اور سوال نکیرین میں میت کے ثابت رہنے کی دعا کرنا مستحب ہے۔ حافظ ابن حجر نے تلخیص حبیر میں ذکر کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب دفن سے فارغ ہو جاتے تو صحابہ سے یہ فرماتے کہ مغفرت مانگو اپنے بھائی کے لئے اور اللہ سے سوال کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کو سوال نکیرین میں ثابت رکھیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور حاکم نے عثمان ؓ سے روایت کیا ہے۔ (فائدہ) بعض علماء کے نزدیک تلقین مستحب ہے اور جمہور کے نزدیک تلقین مستحب نہیں اس لئے کہ تلقین کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ واللہ اعلم!

اختصاص السوٴال بہٰذہ الامۃ

سوال قبر اس امت کے ساتھ مخصوص ہے یا نہیں، اس میں علماء کے تین قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ سوال قبر اس امت کے ساتھ مخصوص ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ بے شک یہ امت قبروں میں آزمائی جاتی ہے۔ آئندہ شعر میں اسی قول کو ذکر فرماتے ہیں۔

(۳۹)

خص نبی اللہ فیما قد ذکر بانہ یسئل عنہ من قبر

سوال قبر کے ساتھ ہمارے نبی کریم ﷺ ہی مخصوص ہیں۔ یعنی قبر میں حضور ﷺ کے متعلق سوال کیا جانا یہ حضور ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۴۰)

ولم یکن ذالنبی قبلہ ابان رب العرش فیہ فضلہ

آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کے متعلق قبر میں سوال نہیں کیا جاتا تھا، آپ کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے آپ کے متعلق قبر میں سوال کیا جاتا ہے۔

(۴۱)

ولم یکن لامۃ من الامم من قبلنا قط سوال ملتزم

ہم سے پہلے کسی امت میں سوال قبر لازم نہ تھا۔

(۴۲)

نص علیٰ ذالک کبیر القدر الترمذی وابن عبدالبر

جیسا کہ امام جلیل القدر حکیم ترمذی اور ابن عبدالبر نے اس کی تصریح کی ہے کہ سوال قبر اس امت کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۴۳)

وآخرون عموہ فی الامم وبعض اھل العلم نحو الوقف ام

دوسرا قول یہ ہے کہ سوال اس امت کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ تمام امتوں میں عام ہے۔ امام قرطبی اور شیخ

عبدالحق اشبیلی نے اسی کو اختیار کیا ہے اور فریق اوّل کے استدلال کا یہ جواب دیا ہے کہ حضور ﷺ کا مقصود اپنی امت کی تخصیص نہیں بلکہ فقط اپنی امت کو خبردار اور متنبہ کرنے کے لئے امتی فرمایا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس مسئلہ میں توقف کیا جائے کوئی قطعی حکم نہ لگایا جائے۔ پہلے مصرعہ میں دوسرے قول کا ذکر ہے اور دوسرے مصرعہ میں تیسرے قول کا ذکر ہے۔

سوال من لم یدفن و المصلوب و من تفرقت اجزائه و اکله و السبع و من یقتل و الغریق

اس شخص سے سوال کے بارے میں جو زمین میں دفن نہیں کیا گیا یا وہ سولی دیا گیا یا جس کے اجزاء الگ الگ ہوگئے یا جس کو درندہ نے کھالیا یا وہ شخص جو قتل کیا گیا یا پانی میں غرق ہوا۔ یعنی سب سے سوال ہوگا۔ مرنے کے بعد ہر شخص سے سوال ہوگا خواہ وہ کسی طرح مرا ہو۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

(۴۴)

ویسئل المطرح والمصلوب والحی عن رویته محجوب

جو شخص پھینک دیا گیا یا جس کو سولی دی گئی دونوں سے سوال ہوگا۔ البتہ زندہ آدمی اس کے دیکھنے سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زندوں کے سامنے ایک پردہ ڈال دیا ہے جس کی وجہ سے امور آخرت کو نہیں دیکھ سکتے۔

(۴۵)

اذ لو رایناه مقاماً مقعداً لذهب الاصل الذی قد عقدا

اس لئے کہ اگر ہم مردہ کو کسی جگہ بیٹھا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں تو وہ اصل کلی باطل ہو جائے جو شریعت میں منعقد یعنی ثابت ہو چکی ہے۔

(۴۶)

من فرض ایمان علی الانام بالغیب عما ثم من احکام

وہ اصل کلی یہ ہے کہ مخلوق پر یہ فرض کیا گیا ہے کہ امور آخرت پر ایمان بالغیب لائیں۔ پس اگر یہ امور آنکھوں سے نظر آجائیں تو ایمان بالغیب فوت ہو جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے امور برزخ کو مخلوق کی نگاہوں سے مخفی اور مستور رکھا ہے۔ البتہ بطور خرق عادت کبھی کسی پر ظاہر بھی کر دیتے ہیں۔

(۴۷)

ویخلق الله الحیاة فی الذی تفرقت اجزائه او بعض ذی

اور جس شخص کے تمام اجزاء یا بعض اجزاء متفرق ہو گئے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس شخص میں حیات پیدا فرما دیتے ہیں۔

(۴۸)

ثم یوجه السوال من غیرمین نص علی ذالک امام الحرمین

اور پھر بلا شک اس پر سوال متوجہ کیا جاتا ہے جیسا کہ امام الحرمین نے اس کی تصریح کی ہے۔

(۴۹)

وقد حکی فی شرحہ الجزولی فی ذاک خلفا من ذوی النقول

اور جزولی نے اپنی شرح میں علماء نقل سے اس بارہ میں اختلاف نقل کیا ہے کہ تمام اجزاء میں حیات پیدا فرماتے ہیں یا فقط بعض اجزاء میں۔

(۵۰)

فقیل ان کل جزء یجمع وقیل یحیی منه جزء یسمع

پس بعض کا قول یہ ہے کہ ہر جز وجمع کیا جاتا ہے۔ یعنی متفرق الاجزاء میت کے ہر جز میں حیات پیدا کی جاتی ہے اور بعض کا قول ہے کہ فقط بعض اجزاء اور بعض اعضاء کو زندہ کیا جاتا ہے۔ پھر اس بعض کی تعیین میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہوتا ہے کہ جو سنتا ہے۔

(۵۱)

او جزء قلب او دماغ خلا وقیل بل فی کل عضو حلا

اور بعض کہتے ہیں کہ جو جزء دل میں یا دماغ میں ہوتا ہے اس میں روح کا حلول ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر عضو میں۔

(۵۲)

روح له حینئذ علحده فهذه مذاهب معدوده

روح کا حلول علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے، پس یہ مختلف مذاہب ہیں جو تمہارے سامنے شمار کر دیئے گئے اور بعض کہتے ہیں کہ روح کا حلول بدن کے نصف اعضاء میں ہوتا ہے۔ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میت کے تمام اجزاء میں روح کا اعادہ ہوتا ہے جس بدن سے روح نکالی گئی تھی قبر میں پھر اسی بدن میں روح ڈالی جاتی ہے اور مردہ قبر میں اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جس میت کے اجزاء متفرق ہو گئے ہیں اس کے فقط دل یا دماغ میں یا کسی اور عضو میں حیات ڈالی جاتی ہے۔ اس تخصیص پر کوئی نقل نہیں دیکھی اور دلیل عقلی کافی نہیں۔ الا یہ کہ اس طرح کہیں کہ جس میت کے اجزاء متفرق ہو گئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ جتنے اجزاء کو چاہے اس کے جمع کر کے اس میں حیات پیدا فرما دیں اور پھر ان سے سوال فرما دیں اور مزید تحقیق کی نہ تو کوئی ضرورت اور نہ کوئی امکان ہے۔ واللہ اعلم!

(۵۳)

من تاکل السباع والاطیار یسئل یحصل القرار

اور جس شخص کو درندے یا پرندے کھا جائیں اس سے اس وقت سوال ہوتا ہے کہ جب وہ ان جانوروں کے پیٹ میں قرار پکڑ جائے۔

(۵۴)

فی جوفها من غیر ما مجاز نص علیه هکذا البزاز

اور یہ بات حقیقت ہے مجاز نہیں جیسا کہ بزاز نے فتاوی بزازیہ میں اس کی تصریح کی ہے۔ بزاز فقہاء حنفیہ میں سے ہیں۔ فتاوی بزازیہ میں لکھتے ہیں: ''السوال فیما یستقر فیه المیت حتی لو اکله السبع فالسوال فی بطنه'' انتھی! یعنی سوال اس جگہ ہوتا ہے جہاں میت قرار پکڑے حتیٰ کہ اگر کسی کو درندہ نے کھا لیا ہو تو اس سے درندہ کے پیٹ میں سوال ہوگا۔

(۵۵)

ومن بتابوت وشبه جعلا مدة ایام لکیما ینقلا

اور جو شخص کسی تابوت وغیرہ میں بند کر کے چند روز کے لئے رکھ دیا گیا تاکہ اس کو کسی جگہ منتقل کیا جائے۔

(۵۶)

فذاک لا یسئل ما لم یدفن کذاک ابداه ببعض بین

تو اس شخص سے اس وقت تک سوال نہیں کیا جاتا جب تک کہ وہ دفن نہ کیا جائے کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ جب میت کو دفن کر دیا جاتا ہے، تب فرشتے آ کر اس سے سوال کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ قبر کا سوال دفن پر موقوف ہے۔ اس لئے جب تک وہ دفن نہ ہوگا سوال نہ ہوگا۔ کما قال البزاز فی الفتاویٰ البزازیۃ ان من یبقی فی نحو تابوت ایاما وان طالت لاجل ان ینقل الی موضع یدفن فیه فانه لا یسئل مالم یدفن ابدا۔ نقله الناظم!

من خصّ بعدم السوال

(۵۷)

واستثن جمعاً ما لهم سؤال خصیصة من بها المفضال

ایک جماعت کو سوال قبر سے مستثنیٰ سمجھو کہ ان سے قبر میں سوال نہ ہوگا، یہ ان کو خاص خصوصیت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام فرمایا۔

(۵۸)

الاوّل الشهید ای من یقتل نص النبی انه لایسئل

پہلا شخص ان میں سے شہید ہے کہ جو اللہ کی راہ میں مارا جائے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ شہید سے قبر میں سوال نہ ہوگا۔ تلواروں کی چمک اس کے سر پر فتنہ قبر سے کافی ہوگئی۔ اخرجہ النسائی۔ یعنی اگر دل میں نفاق ہوتا تو تلوار کی چمک سے بھاگ جاتا۔ ایسے وقت میں مخلص ہی ٹھہرتا ہے۔

(۵۹)

وکم امام راسخ قد وافی به ولم یحک به رجلا خلافا

اور جمہور علماء راسخین کا یہی قول ہے کہ شہید سے سوال نہیں ہوگا کسی کا اس میں خلاف نہیں اور احادیث صحیحہ سے یہی ظاہر ہے۔

(۶۰)

لکن حکی الخلف به الجذولی وانه من جملة السوا

لیکن جزولی نے اس میں خلاف نقل کیا ہے کہ شہید سے بھی سوال ہوگا لیکن جزولی نے نہ تو اس قول کے قائل کا نام ذکر کیا ہے اور نہ کوئی دلیل ذکر کی۔

(۶۱)

ثانی الذی لایسئل المرابط روی الاحادیث بذاک الضابط

دوسرا شخص جس سے قبر میں سوال نہ ہوگا وہ مرابط ہے یعنی جو سرحد کی پاسبانی اور نگہبانی کرے اور ہر وقت دشمن کے مقابلہ اور مقاتلہ کے لئے تیار رہے۔ کما قال تعالیٰ یاایھاالذین اٰمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا اور یہ مضمون احادیث صحیحہ میں آیا ہے جس کو ائمہ حفظ اور علماء ضبط نے روایت کیا ہے۔

(۶۲)

الثالث المطعون حیث الحقا بالشهدآء فی حدیث صدقا

تیسرا شخص مطعون ہے یعنی جو طاعون میں مرگیا وہ بھی شہید کے حکم میں ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے۔

(۶۳)

و مقتضٰی ما قد رواه القرطبی کل اخی شهادة بذا حبی

اور امام قرطبی نے جو روایت کیا ہے اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ہر صاحب شہادت کو یہ نعمت عطاء کی گئی ہے۔ یعنی جن لوگوں کو حدیث میں شہید کہا گیا وہ سب اس حکم میں شریک ہیں۔

(۶۴)

الرابع الصدیق ذوالعرف الشذی نص علیه القرطبی والترمذی

اور چوتھا شخص صدیق ہے جس سے قبر میں سوال نہ ہوگا جیسا کہ امام قرطبی اور حکیم ترمذی نے اس کی تصریح کی ہے۔ (فائدہ) صدیق وہ ہے کہ جو سرتاپا صدق ہو اور اس کے ظاہر و باطن میں کہیں کذب کی گنجائش نہ ہو اور اس کی قوت نظریہ انبیاء کی قوت نظریہ کے ہم رنگ ہو۔

(۶۵)

لانه من الشهید اعلٰی مرتبۂ فهو بذالک اولٰی

صدیق سے سوال قبر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ صدیق کا مرتبہ شہید سے بلند ہے کیونکہ قرآن میں صدیق کو شہید سے مقدم رکھا ہے۔ لہٰذا وہ اس کرامت کا زیادہ مستحق ہے۔

(۶۶)

ومن هنا یقطع بانتفائه عن رسول الله وانبیائه

اور اسی وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء و مرسلین سے بھی قطعاً سوال نہ ہوگا۔ کیونکہ انبیاء کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔

(۶۷)

وکم امام قاله وکم امم والنسفی فی بحره به جزم

اور یہ قول تنہا قرطبی کا نہیں بلکہ بہت سے امام اور لوگ اس کے قائل ہوئے ہیں اور نسفی نے بحر الکلام میں اس پر جزم کیا ہے۔

(۶۸)

والشیخ سعدالدین فیه نقلاً خلفاً وهذا الخلف مما اشکلا

لیکن علامہ سعد الدین تفتازانی نے اس مسئلہ میں خلاف نقل کیا ہے مگر یہ اختلاف نہایت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے حضرات انبیاء کے متعلق یہ کہنا کہ ان حضرات سے بھی سوال ہوتا ہے نہایت سخت اور گراں ہے۔

(۶۹)

والنیکساری قال ان المسئله عن النبی جل من قد ارسله

نیکساری کہتے ہیں کہ نبی سے سوال نہ ہونے کی دلیل یہ ہے:

(۷۰)

ان یسئل عنه غیره فی رأسه فکیف یسئل النبی عن نفسه

کہ قبر میں میت سے آنحضرت ﷺ کے متعلق فرشتے سوال کرتے ہیں کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ پس خود نبی سے اس کے نفس کے متعلق سوال کرنے کے کیا معنیٰ؟

(۷۱)

والفاکهانی قال فی الملائک الظاهر انتفاه عن اولئک

فاکہانی کہتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ فرشتوں سے مرنے کے بعد سوال نہ ہوگا۔ کیونکہ اکثر احادیث سوال میں لفظ انسان اور ابن آدم کا آیا ہے اور بعض احادیث میں عبد مؤمن کا لفظ آیا ہے۔ یہ لفظ اگرچہ عام ہے۔ مگر مراد اس سے بھی انسان ہی ہیں فرشتے مکلف نہیں اور نہ انبیاء ان کی طرف مبعوث ہوئے۔ نیز کتاب اعمال اور قبر میں سوال پر فرشتے ہی مقرر ہیں پس فرشتوں کے سوال کے لئے اور فرشتے چاہئیں۔ نیز فرشتوں کے اعمال نہیں لکھے جاتے کہ ان سے سوال کیا جائے۔

(۷۲)

قلت واما الجن فالادله تعمهم فسئلون جمله

میں کہتا ہوں کہ جن دلائل یعنی جن احادیث سے سوال قبر ثابت ہوتا ہے وہ جنات کو بھی شامل ہیں۔ کیونکہ مومن اور عبد کا لفظ ان پر بھی صادق آتا ہے۔ احکام شرعی کے مکلف ہیں جیسا کہ کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

(۷۳)

الخامس الاطفال دون الحنث فی راجح قولیهم وجزم النسفی

پانچویں نابالغ بچے جو بلوغ سے پہلے مرجاتے ہیں، راجح قول یہی ہے کہ قبر میں ان سے سوال نہیں ہوتا۔ نسفی نے جو علماء حنفیہ میں سے ہیں اسی قول پر جزم کیا ہے۔

(۷۴)

وذاک مقتضی کلام النووی وابن الصلاح لایلقن الصبی

اور یہی امام نووی کے کلام کا مقتضیٰ ہے ابن صلاح کہتے ہیں کہ بچے کو تلقین نہیں کی جائے گی۔

(۷۵)

والزرکشی اضحی له معللا بانه فی القبر لن یسئلا

زرکشی نے عدم تلقین صبی کی علت یہ بیان کی کہ نابالغ سے قبر میں سوال نہیں اس لئے کہ اس کو تلقین نہ کی جائے گی کیونکہ تلقین فرع سوال کی ہے جب سوال نہیں تو تلقین بھی نہیں۔

(۷۶)

وقیل ان کل طفل یسئل ویحصل العقل لهم ویکمل

اور بعض کا قول ہے کہ ہر بچہ سے سوال ہوتا ہے اور اس وقت ان کو عقل کامل حاصل ہو جاتی ہے۔

(۷۷)

ویلهم الله الجواب عمّا قد عوهدا الذر علیه قدما

اور اللہ تعالیٰ ان کو جواب الہام فرماتا ہے جیسے عالم ارواح میں تمام ذرات سے صغیر کبیر سب سے عہد الست لیا گیا۔

(۷۸)

قد قاله الضحاک ذو الاحراز وهوالذی افتی به البزّاز

اور یہی قول ضحاک کا ہے اور فقہاء حنفیہ میں سے بزاز کا یہی فتویٰ ہے۔

(۷۹)

والقرطبی والفاکهانی جزما وجمع من کبار العلما

اور قرطبی اور فاکہانی اور علماء کی ایک بڑی جماعت نے اسی کے ساتھ جزم کیا ہے کہ ہر طفل سے ہوتا ہے۔

(۸۰)

وصرح ابن یونس من صحبنا بانه یندب ان یلقنا

اور فقہاء شافعیہ میں سے ابن یونس نے اس کی تصریح کی ہے کہ طفل کو تلقین مستحب ہے۔

(۸۱)

وقا فی تتمة قدیما قد لقن النبی ابنه ابراهیما

اور اپنے تتمہ قدیمہ میں یہ لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو بوقت وفات تلقین فرمائی جن کی عمر اس وقت سولہ مہینہ کی تھی۔

(۸۲)

کذاک فی تعلیقة القاضی حکی وفی النظامی وھو لابن فورک

اور اسی طرح قاضی حسین نے اپنی تعلیق میں اور ابن فورک نے نظامی میں لکھا ہے۔

(۸۳)

والستغرب السبکی ھذا الاثرا فما لہ فی کتبہ اثر یزی

لیکن سبکی نے اس اثر بے خبر کو نہایت غریب سمجھا اور یہ کہا کہ کتب حدیث میں حضرت ابراہیم کی تلقین کی روایت کا کہیں نام ونشان نہیں۔

(۸۴)

والفاکھی فی ابلہ توقفا وذی جزن او بفترة وفی

اور فاکہانی نے احمق اور مجنون کے بارے میں توقف کیا کہ ان سے سوال ہوگا یا نہیں اور اسی طرح اس شخص کے بارہ میں بھی توقف کیا کہ جو زمانہ فترت میں مر گیا۔ یعنی حضرت عیسیٰ اور نبی اکرم ﷺ کے درمیانی زمانہ میں مر گیا۔

(۸۵)

و مقتضی الروضة ان لا یسئالا الا مکلف ومن لہ تلی

اور روضہ کی عبارت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ سوائے مکلف اور جو اس کے مثل ہو اور کسی سے سوال نہ کیا جائے۔

(۸۶)

السادس المیت یوم الجمعة او لیلتہ لسنة مرتفعة

چھٹا شخص وہ ہے کہ جو روز جمعہ یا شب جمعہ میں انتقال کرے اس سے بھی سوال نہ ہوگا جیسا کہ ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے۔

(۸۷)

حسن ذاک الترمذی والبیھقی و کمٓ لہ من شاھد مصدق

اور امام ترمذی اور بیہقی نے اس حدیث کو حسن بتایا ہے اور بہت سی حدیثیں اس کی شاہد اور مؤید ہیں۔

(۸۸)

لکنہ فی مشکل الطحاوی بنقدہ ضعف فیہ الراوی

لیکن امام طحاوی نے مشکل الآثار میں اس روایت کے ایک راوی کو ضعیف بتایا ہے۔

(۸۹)

السابع القاری کل لیلہ تبارک الملک یرید نیلہ

ساتواں شخص وہ ہے جو ہر رات سورۂ ملک پڑھے اور اللہ کی بخشش کی امید رکھے اس پر بھی قبر میں سوال نہ ہوگا۔

(۹۰)

ففیه اخبار ذوات عده وبعضهم ضم الیها السجده

اس باب میں متعدد حدیثیں آئی ہیں جو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ میں مذکور ہیں اور بعض روایات میں سورہ ملک کے ساتھ سورۂ سجدہ کا ملانا بھی آیا ہے۔

سوال الکافر واطفال المشرکین

(۹۱)

قال ابن عبدالبر فیما نقلوا الکافر الصریح لیس یسأل

حافظ عبدالبر سے منقول ہے کہ صریح کافر سے قبر میں سوال نہیں ہوتا۔

(۹۲)

وانما السوال للمنافق منهم کما دل حدیث الصادق

سوال صرف منافق ہی سے ہوتا ہے جیسا کہ حدیث صادق سے معلوم ہوتا ہے۔

(۹۳)

والقرطبی خالف وابن القیم والارجح الاوّل عندی فافهم

اور قرطبی اور ابن قیم نے ابن عبدالبر کا خلاف کیا اور کہا ہر کافر سے سوال ہوتا ہے۔ خواہ صریح کافر ہو یا منافق مصنف یعنی علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک راجح پہلا قول یعنی ابن عبدالبر کا قول ہے۔ مگر جمہور کا مسلک یہ ہے کہ قرآن کریم اور حدیث شریف سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ سوال کافر اور مومن سب سے ہوتا ہے، حدیث میں ہے کہ حق جل شانہٗ کا یہ ارشاد:

''یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ویضل اللہ الظالمین ویفعل اللہ مایشآء۔'' اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ) کی برکت سے دنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے اور ظالموں (کافروں) کو بچلا دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

یہ آیت سوال قبر کے بارے میں نازل ہوئی اور لفظ ظالمین جو آیت میں واقع ہے وہ کافر اور منافق سب کو شامل ہے اور احادیث اس بارہ میں بکثرت آئی ہیں۔ بخاری کی بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں واما الکافر والمنافق واؤ عطف کے ساتھ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر اور منافق دونوں سے سوال ہوتا ہے اور بعض روایات میں واما الکافر کا لفظ آیا ہے اور بعض روایات میں واما الرجل السوء یعنی برا آدمی کا لفظ آیا ہے اور بعض روایات میں واما المنافق او الکافر، او حرف تردید کے ساتھ آیا ہے اس سے شک اور تردد مراد نہیں بلکہ مراد تعمیم ہے یعنی منافق ہو یا کافر۔

غرض یہ کہ احادیث کثیرہ صراحۃً اس پر دلالت کرتی ہیں کہ کافر سے بھی سوال ہوتا ہے اور حکیم ترمذی نے اسی پر جزم کیا ہے اور یہی جمہور کے نزدیک راجح اور مختار ہے۔ کسی روایت میں فقط کافر کا ذکر ہے اور کسی میں فقط

منافق کا اور کسی میں دونوں کا۔ پس ان احادیث صریحہ کے ہوتے ہوئے تعجب ہے کہ حافظ سیوطی نے حافظ ابن عبدالبر کے قول کو ترجیح دی اور جمہور کے خلاف کیا۔

(۹۴)

والقف عن سوال طفل المشرک   یقال عن ابی حنیفة حکی

گزشتہ اشعار میں کافر مکلف کے بارہ میں کلام تھا، اب اس شعر میں کافروں کے نابالغ بچوں کا حکم ذکر فرماتے ہیں وہ یہ کہ اطفال مشرکین کے سوال کے بارہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے توقف منقول ہے۔ یعنی نہ یہ فرمایا کہ ان سے سوال ہوتا ہے اور نہ یہ فرمایا کہ سوال نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم!

اسم الملکین وصفتھا

(قبر میں سوال کرنے والے فرشتوں کا نام اور ان کا حلیہ)

(۹۵)

اذا تولّٰی الناس من بعدالدفن   ردت الیه روحه الی البدن

جب لوگ مردہ کو دفن کر کے واپس ہو جاتے ہیں تب میت کی روح اس کے بدن کی طرف واپس کی جاتی ہے اور بدن میں روح ڈالنے کے بعد سوال ہوتا ہے۔

(۹۶)

وکله یحییٰ لدی الجمهور   لاجزؤه لظاهر المالور

اور بدن کے تمام اجزاء میں حیات ڈالی جاتی ہے اور تمام بدن زندہ کیا جاتا ہے۔ جمہور کا یہی مذہب ہے اور یہی ظاہر احادیث سے معلوم ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بدن کے کسی خاص جزء کو زندہ کیا جاتا ہے۔

(۹۷)

وجاء فی المنکر والنکیر   وصفهما بین الوریٰ شهیر

اور منکر اور نکیر کا ذکر حدیث میں بہت آیا ہے اور ان کا حلیہ اور ہیئت لوگوں میں مشہور ہے۔

تنبیہ: اس شعر میں ایک نسخہ تو یہ ہے جاء فی المنکر الخ! اس صورت میں نکیر اور شہیر کی راء کو ساکن پڑھیں گے۔ کیونکہ نکیر تو مجرور ہے اور شہیر مرفوع ہے اس لئے کہ وصفہما کی خبر ہے حرکت کے ساتھ دونوں کو یکساں نہیں پڑھا جا سکتا اور ایک نسخہ اس طرح ہے وجاء المنکر والنکیر اس صورت میں نکیر اور شہیر کو رفع اور اشباع کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں النکیر بھی فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

(۹۸)

جعدان اذرقان اسودان   شعرهما یسحبه الرجلان

بال ان کے پیچیدہ، آنکھیں نیل گوں، رنگ سیاہ، بال اتنے لمبے کہ پاؤں ان کو کھینچتے اور گھسیٹتے چلیں گے۔

(۹۹)

صوتهما کمثل رعد قاصف   والعین تروی مثل برق خاطف

آواز ان کی مثل بادل کی کڑک کے ہے اور آنکھیں ان کی بجلی کی طرح چمکتی ہیں۔

(۱۰۰)

او کقدور ھی من نحاس و کاللھب شبہ الانفاس

یا ان کی آنکھیں غصہ کی وجہ سے تانبے کی دیگوں کی طرح سرخ ہیں اور ان کے سانس آگ کے شعلوں کے مشابہ ہیں۔

(۱۰۱)

قد حفر الارض بانیاب تریٰ مثل صیاصی بقر قد الرا

اور ان کے دانت بیل کے سینگوں کی طرح لمبے ہیں جس سے زمین کو کھود ڈالیں یعنی ان کے دانت اتنے لمبے ہوں کہ زمین تک پہنچے ہوئے ہوں گے کہ اگر ان سے زمین کھودنا چاہیں تو کھود سکیں۔

(۱۰۲)

ومعھما مرزبۃ لو یجتمع اھل منی لرفعھا لم ترفع

اور ان کے ہاتھوں میں لوہے کا ایک گرز ہوگا جو اتنا بوجھل ہوگا کہ تمام اہل منی یعنی ایک شہر کے باشندے جمع ہو کر اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں لیکن باوجود اس ثقل کے ان کے ہاتھ میں مثل گھاس کے تنکا کے ہوگا۔

(۱۰۳)

علیھما الصلوٰۃ والسلام وھکذا الملائک الکرام

منکر نکیر پر اللہ کی صلاۃ وسلام ہو اور تمام فرشتے ایسے ہی عجیب الخلقت ہیں کہ جو انسان کے وہم وگمان میں بھی نہیں آ سکتی اور بے دیکھی چیزوں کا انکار بیوقوفوں کا کام ہے۔ انسان کا دیکھا ہوا محدود ہے اور بے دیکھا غیر محدود ہے۔ اگر یہ نادان انسان تمام بے دیکھی چیزوں کا انکار کر دے تو اس کی حماقت بھی غیر محدود ہوگی۔

(۱۰۴)

فینھر انہ ویقعد انہ وبعد ما یقعد یسألانہ

اور پھر اس کو جھڑکیں گے، ڈانٹیں گے اور بٹھلائیں گے اور بیٹھنے کے بعد اس سے سوال کریں گے۔

(۱۰۵)

عن ربہ ودینہ سلیبا وعن نبیہ لکی یجیبیا

کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے درآں حالیکہ وہ مسلوب الکفن ہوگا۔ یعنی بیٹھنے کے بعد اس کے بدن سے کفن گر جائے گا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے۔

(۱۰۶)

ولو ثراہ ثم تلتلاہ ووھلاہ ثم ھولاہ

اور پھر اس کو ڈرائیں گے اور دھمکائیں گے اور چکائیں گے اور جھڑ جھڑائیں گے۔

(۱۰۷)

وکررا سواله في المجلس ثلاث مرات بلا تانس

اور بلا کسی انس اور نرمی کے سختی کے ساتھ تین مرتبہ مجلس میں سوال کریں گے۔ (فائدہ) تین مرتبہ سوال کی روایت ضعیف ہے، مشہور حدیثوں میں صرف ایک ہی مرتبہ سوال کا ذکر آیا ہے ممکن ہے کہ کسی خاص حالت میں کا کسی خاص شخص سے تین مرتبہ بھی سوال کیا جائے۔ والعلم عند اللہ!

(۱۰۸)

وهي اشد فتنة يلقاها . العبد طوبى للذي يوقاها

اور یہ سوال قبر کا فتنہ نہایت شدید فتنہ ہے، مبارک ہو اس کو کہ جو اس فتنہ سے صحیح سالم نکل جائے۔

(۱۰۹)

يبدوله هنالك الشيطان يومي اليه قاله سفيان

اور جب قبر میں میت سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تو اس وقت شیطان ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے: ''انا ربک'' میں تیرا رب ہوں (اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے) یہ مضمون حکیم ترمذی نے سفیان ثوری سے نقل کیا ہے۔ حکیم ترمذی ؒ فرماتے ہیں کہ اس مضمون کی تائید ان حدیثوں سے ہوتی ہے کہ جن میں یہ آیا ہے کہ حضور ﷺ دفن میت کے وقت یہ دعا مانگتے تھے ''اللھم اجرہ من الشیطان'' اے اللہ تو اس کو شیطان سے پناہ دے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس وقت شیطان کی طرف سے کوئی فتنہ پیش آتا ہے جس کے لئے حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔

(۱۱۰)

وليس عن غير اعتقاد يسأل الى بهذا خبر مفصل

اور سوائے اعتقاد اور ایمان کے اعمال وغیرہ کا سوال نہیں ہوتا اور اس بارہ میں ایک مفصل حدیث آئی ہے اور یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت میں قول ثابت سے کلمہ شہادت اور کلمہ ایمان مراد ہے اور عجب نہیں کہ کسی وقت کسی شخص سے اعمال کے متعلق بھی سوال ہو۔ واللہ اعلم!

(۱۱۱)

ويسألان كل اهل الارض كحال عزرائيل عند القبض

اور منکر ونکیر وقت واحد میں تمام زمین کے مردوں سے سوال کرتے ہیں۔ جیسا کہ عزرائیل وقت واحد میں تمام لوگوں کی روحیں قبض کرتے ہیں۔

(۱۱۲)

هذالذى نص عليه القرطبي وهوالذى اختاره واجتبي

اور یہی امام قرطبی نے تصریح کی ہے کہ منکر ونکیر کل زمین والوں سے سوال کرتے ہیں۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ میں بھی اسی کو اختیار اور پسند کرتا ہوں۔

(۱۱۳)

واختار فی منهاجه العلیمی تعداد هذا الملک الکریم

اور حلیمی نے اپنی کتاب منہاج میں یہ اختیار کیا ہے کہ سوال کرنے والے متعدد فرشتے ہیں۔

(۱۱۴)

وقال بل ملائک السوال جماعة لکتاب الاعمال

اور یہ کہا کہ سوال کرنے والے فقط فرشتے نہیں بلکہ سوال کرنے والے فرشتوں کی ایک جماعت ہے۔ جیسا کہ کاتبین اعمال فرشتوں کی ایک کثیر جماعت ہے اس جماعت میں سے ہر ایک شخص کے لئے علیحدہ دو فرشتے مقرر ہیں۔اسی طرح سوال کے فرشتے بھی ہر شخص کے لئے علیحدہ ہیں۔

(۱۱۵)

فبعضهم بمنکر یسمّٰی وبعضهم له النکیر وسمأ

کسی کا نام منکر ہے اور کسی کا نام نکیر ہے۔

(۱۱۶)

فیرسل الله لکل میت اثنین منهم بعثا للفتنة

اللہ تعالیٰ ہر میت کے لئے اس جماعت میں سے دو فرشتے بھیج دیتے ہیں۔

(۱۱۷)

ومن یقل یمثل النبی قال عیاض ماهو المرضی

بعض علماء کا یہ قول کہ قبر میں نبی کریم ﷺ کی مثال اور تصویر دکھا کر سوال کیا جاتا ہے اور ہذا الرجل کا اشارہ اسی تصویر کی طرف ہوتا ہے تو قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ یہ قول پسندیدہ نہیں۔حدیث میں ہے کہ قبر میں فرشتہ کہتا ہے کہ ماعلمک بھذا الرجل اس شخص یعنی حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق تیرا کیا علم اور کیا عقیدہ ہے۔

(۱۱۸)

وهاکذا عنه اجاب ابن حجر وقال لااهل لهذا فی الاثر

اور جب حافظ ابن حجر سے سوال کیا گیا کہ کیا قبر میں میت اور نبی کریم ﷺ کے درمیان سے حجابات اٹھائے دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ میت نبی کریم ﷺ کو دیکھنے لگتا ہے تو یہ جواب دیا کہ یہ کسی حدیث میں وارد نہیں ہوا۔انتہیٰ! پس ظاہر ہے کہ یہ اشارہ حضور ﷺ کی ذات کی طرف ہے، شہرت کی بناء پر اشارہ کردیا گیا ہے یا حاضر فی الذھن کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۱۹)

وسل غریب ما تری العینان ان السوال فی القبر بالسریانی

اور منجملہ ان غرائب اور نوادر کے جن کو آنکھیں دیکھتی ہیں یہ امر ہے کہ قبر میں سوال سریانی زبان میں ہوتا ہے۔

(۱۲۰)

افتی بھذا شیخنا البلقینی ولم اره لغیره بعینی

ہمارے شیخ بلقینی نے ایسا ہی فتویٰ دیا ہے لیکن میں نے سوائے ان کے اپنی آنکھوں سے کہیں ایسا نہیں دیکھا اور نہ مجھے اس کی کوئی سند ملی۔ حافظ ابن حجر سے سوال کیا گیا تو یہ فرمایا کہ ظاہر احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوال عربی زبان میں ہوتا ہے، لیکن احتمال ہے کہ ہر شخص سے سوال اس کی زبان میں ہو۔ واللہ اعلم!

(۱۲۱)

وضبط منکر بفتح الکاف فلست ادری فیه من خلاف

اور منکر فتح کاف کے ساتھ بصیغہ اسم مفعول ضبط کیا گیا ائمہ لغت وحدیث میں سے کسی کا اس میں خلاف نہیں۔ (فائدہ) اور ان دو فرشتوں کو منکر نکیر اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی صورت نہایت عجیب وغریب ہے نکرہ بمعنی غیر معروف سے ماخوذ ہے۔

(۱۲۲)

وذکر ابن یونس من صحبنا ان الذین یاتیان للمؤمنا

ابن یونس یہ فرماتے ہیں کہ منکر اور نکیر ان فرشتوں کا نام ہے جو کافر سے سوال کرتے ہیں اور جو فرشتے مومن سے سوال کرتے ہیں ان کا نام مبشر وبشیر ہے جیسا کہ آئندہ شعر میں ہے۔

(۱۲۳)

اسمھا البشیر و المبشر ولم اقف فی ذا علی ما یوثر

یعنی ان کا نام مبشر اور بشیر ہے۔ مصنف کہتے ہیں کہ میں اس بارے میں کسی اثر اور خبر سے واقف نہیں۔ واللہ اعلم!

ذکر الملک الثالث والربع

(۱۲۴)

وقد اتری فی مرسل ضعیف ان السوال من ثلاثة یفی

اور ایک ضعیف الاسناد مرسل روایت میں یہ آیا ہے کہ سوال کے لئے تین یا چار فرشتے آتے ہیں۔

(۱۲۵)

ورابع اولئک الاثنان والحقوا ناکور مع رومان

دو تو وہی منکر اور نکیر اور تیسرا فرشتہ ناکور اور چوتھا رومان۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع اور بے اصل ہے اکثر احادیث میں صرف دو فرشتوں کا ذکر ہے۔ ممکن ہے کہ تین چار فرشتوں کا آ کر سوال کرنا تشدید اور تحویل کے لئے ہو جس پر زیادہ سختی کرنی ہو، اس کے لئے سوال کرنے والے فرشتے بڑھا دیئے جاتے ہیں اور بعض روایات میں ایک ہی فرشتہ کا ذکر ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ سوال کرنے والا تو ایک ہی ہے اور دوسرا اس کے ساتھ شریک ہے۔

تکرار السوال سبعۃ ایام

سات دن تک سوال قبر کا تکرار اور اعادہ

(۱۲۶)

یکرر السوال للانام فیما رووا فی سبعۃ ایام

بعض روایات میں آیا ہے کہ مردہ سے قبر میں سات دن تک سوال ہوتا رہتا ہے۔ روزانہ ایک مرتبہ یا تین مرتبہ سوال کرتے ہیں۔

(۱۲۷، ۱۲۸)

کذا رواہ احمد بن حنبل فی الزھد عن طاؤس الجر العلی

وبعدہ ابو نعیم اخرجہ فی حلیۃ فیالھا من درجہ

ایسا ہی امام احمد بن حنبل نے کتاب الزہد میں اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں طاؤس سے روایت کیا ہے اور حلیۃ الاولیاء عجیب کتاب ہے جس کا علماء کی نظر میں ایک خاص درجہ ہے۔

(۱۲۹)

اسنادہ قد صح وھو مرسل وقد روی من جھۃ تتصل

اور سند اس کی صحیح ہے اور وہ مرسل ہے لیکن متصل سند سے بھی مروی ہے۔

(۱۳۰)

وحکمہ الرفع کما قد قالوا اذ لیس للرأی بہ مجال

اور یہ اثر اگرچہ موقوف ہے لیکن حکم میں مرفوع کے ہے۔ اس لئے کہ اس میں رائے اور قیاس کی گنجائش نہیں اور جس میں رائے اور قیاس کو دخل نہ ہو وہ حکم میں مرفوع کے ہوتا ہے۔

(۱۳۱)

ولیس للیقاس فی ذا الباب من مدخل عند ذوی الالباب

اور امور آخرت میں قیاس کو دخل نہیں سب کا مدار روایت اور نقل پر ہے۔

(۱۳۲)

وانما التسلیم فیہ اللایق والانقیاد حیث انبا الصادق

مخبر صادق ﷺ نے جو خبر دی ہے اس کو تسلیم کرنا اور اس پر عمل کرنا فرض اور لازم ہے۔

(۱۳۳)

وفیہ ان قد کانت الصحابۃ یرون اطعاماً لہ استحبابہ

اور اسی طاؤس کے اثر میں یہ بھی ہے کہ سلف کا طریقہ یہ تھا۔

(۱۳۴)

فی طول تلک السبعة الایام معونة فی ذالک المقام

کہ سات دن تک میت کی طرف سے کرنے کی تصدق کو پسند کرتے کہ ان سات دنوں میں جو میت پر سوال کی شدت ہے اس میں میت کو کچھ سہولت ہو۔

(۱۳۵)

ومثل ذالک جآء عن مجاهد فیاله من عادل و شاهد

اور ایسا ہی مجاہد سے منقول ہے اور یہ کیا ہی اچھا نوید اور شاہد ہے۔

(۱۳۶)

وعنه ایضاً تمکث الارواح فی قبورها سبعاً بدا منصرف

اور مجاہد سے یہ بھی مروی ہے کہ روحیں اپنی قبروں میں سات دن تک ٹھہرتی ہیں۔ یہاں تک کہ سوال ختم ہو جائے اور پھر اپنے ٹھکانہ پر پہنچادی جاتی ہیں۔

(۱۳۷)

روی الجمیع فی القبور ابن رجب وهو امام حافظ ومنتخب

اس سب کو حافظ بن رجب حنبلی نے کتاب القبور میں روایت کیا ہے جو حدیث کے حافظ اور منتخب امام ہیں۔

(۱۳۸)

وعن عبید بن عمیر وردا وحاک فیما ابن جریج اسندا

اور عبید بن عمیر سے منقول ہے جس کو ابن جریج نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا۔

(۱۳۹)

باله یقین سبعاً مؤمن واربعین ذوالنفاق یفتن

وہ یہ ہے کہ مومن سات دن تک فتنہ سوال میں مبتلاء رہتا ہے اور منافق چالیس دن تک مبتلاء رہتا ہے۔

(۱۴۰)

وابن جریج اوّل اللذینا قد صنفوا العلم لنا تروینا

اور ابن جریج ان لوگوں میں سے ہیں کہ جنہوں نے سب سے پہلے امت کے لئے علم حدیث کی تدوین کا آغاز کیا۔

(۱۴۱)

نص علیه احمد بن حنبل وغیره من کل حبر معتلی

جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء نے ابن جریج کے متعلق یہ تصریح کی ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں کہ جنہوں نے عمر بن عبدالعزیزؒ کے حکم پر سب سے پہلے علم حدیث میں کتابیں لکھیں۔

(۱۴۲)

وکم امام قد حکی فی کتبہ ما قد عزی لابن جریج فانتبہ

اور ابن جریج کی طرف جو منسوب کیا گیا اس کو بہت سے ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

(۱۴۳)

کحافظ الغرب ابن عبدالبر فی تمھیدہ وکم لہ من مقتف

جیسا کہ حافظ مغرب یعنی حافظ ابن عبدالبر نے اپنی تمہید میں اس کو نقل کیا اور بہت سے لوگوں نے ان کی پیروی میں اس کو نقل کیا۔

(۱۴۴)

تلاہ فی شرح المؤطا المغربی ابن رشیق وکذا ابن رجب

جیسا کہ ابن رشیق نے شرح مؤطا میں اور ابن رجب نے اپنی کتاب میں عبید بن عمیر کی روایت نقل کی ہے۔

(۱۴۵)

وابن عمیر من مجاھد اجل کذاک من طاؤس الخیر البدل

اور چونکہ بظاہر عبید بن عمیر کی روایت مجاہد اور طاؤس کی روایت کے معارض معلوم ہوتی ہے، اس لئے مصنف عبید بن عمیر کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عبید بن عمیر مجاہد اور طاؤس سے رتبہ میں بہت بلند ہیں۔

(۱۴۶)

اذ فی زمان المصطفٰی قد ولدا وقال قوم یلقاہ سعدا

کیونکہ عبید بن عمیر رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سے ملے ہیں۔ اس لئے بظاہر صحابی ہوئے اور صحابی کی روایت تابعی کی روایت سے راجح ہے۔

(۱۴۷)

وان یک الراجح ان یعدا فی کبرآء التابعین جدا

لیکن راجح اور صحیح قول یہ ہے کہ عبید بن عمیر صحابی نہیں بلکہ کبار تابعین میں سے ہیں۔

(۱۴۸)

بمکۃ قد قص فی عھد عمر وذاک اوّل امر لہ ابتکر

عہد عمر رضی اللہ عنہ میں عبید بن عمیر رحمہ اللہ مکہ میں وعظ فرمایا کرتے تھے۔ عبید بن عمیر سب سے پہلے واعظ ہیں جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وعظ کے لئے مقرر فرمایا۔

(۱۴۹)

فان تقل فاکثر الاخبار خالیۃ من صفۃ التکرار

پس اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اکثر روایتیں تکرار سوال کے ذکر سے خالی ہیں تو یہ عبید بن عمیر کی روایت جو تکرار سوال کے بارہ میں آئی ہے کیسے صحیح ہوگی؟

(۱۶۱)

اذ شهرت عنی ملأ البلد ولم یکن لمد یعرفها من احد

تمام شہر میں وہ رسالہ مشہور ہو گیا وہ ایسے نادر فوائد پر مشتمل تھا کہ کوئی ان سے باخبر نہ تھا۔

(۱۶۲)

وانما بادر بالانکار من لیس اهل الحفظ للآثار

اس رسالہ پر طعن اور انکار میں ان لوگوں نے سبقت کی جو اہل علم اور اہل حفظ نہ تھی۔

(۱۶۳)

ومن غدا لیس من اهل المعترک فذاک ذو حماقة بل ذا ارک

اور جس نے علم کا کبھی معرکہ اور میدان نہ دیکھا ہو وہ حماقت سے ایسی چیزوں کا انکار کیا کرتا ہے یہ اس کے رکیک اور ضعیف العقل ہونے کی دلیل ہے۔

(۱۶۴)

فصنت ما الفته عن بذله فانهم لم یقتدوا من اهله

اس لئے میں نے اس رسالہ کو نااہلوں سے محفوظ کر لیا کہ ان لوگوں نے اپنے اساتذہ اہل علم کی اقتداء اور تقلید نہیں کی۔ اس لئے علم کی برکات سے محروم رہے۔

(۱۶۵)

وانما یصلح للافاده ذو ادب ترجی له السیاده

اور تعلیم اور تلقین کے مناسب وہی شخص ہے جو مودب ہو، باادب ہی کے لئے سیادت کی امید اور توقع کی جاتی ہے۔

خاتمہ

(۱۶۶)

اللالکائی روی فی السنة عن بعض اهل الکشف اهل الرویة

ابوالقاسم لالکائی نے کتاب السنۃ میں بعض اہل کشف اور اہل بصیرت سے نقل کیا ہے۔

(۱۶۷)

بان لمه ملکین ینزلان یلقنان الحجة حین یسألان

کہ ان کو بطور کشف یہ دکھلایا گیا کہ دفن کے بعد خاص اہلسنت والجماعت کی تلقین کے لئے دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں جو ان کو حجت اور برہان کی تلقین کرتے ہیں کہ نکیرین کے جواب میں کوئی غلطی نہ کر بیٹھیں۔

(۱۶۸)

وعن شفیق ان من یعانی تعینه مراءة القرآن

اور شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ جو مشہور بدو زاہد ہیں، ان سے یہ منقول ہے کہ جو شخص دیکھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے تو تلاوت قرآن، قبر میں رکھے جانے کے بعد تلقین حجت میں میت کی امداد کرتی ہے۔

(۱۶۹)

وفیہ جاءت عدۃ آثار وبعضھا اخرجھا البزار

اور شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے موافق کچھ آثار صحابہ بھی آئے ہیں جن میں سے بعض کو امام بزار نے روایت کیا ہے۔

(۱۷۰)

ھذا تمام ما اردت نظمہ والحمد للہ الذی اتمہ

جس چیز کے نظم کا میں نے ارادہ کیا تھا یہ اس کا آخر اور خاتمہ ہے اور الحمد للہ کہ اس نے انجام کی توفیق عطاء کی۔

(۱۷۱)

نظمتہ للمؤمنین تبصرہ ارجو بہ التثبیت عند الثرثرہ

یہ نظم اہل ایمان کی بصیرت کے لئے لکھی، اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو سوال نکیرین کے وقت ثابت رکھے گا۔

(۱۷۲)

فی مائۃ ونصفھا سیریہ ابیاتھا کالانجم الدّریہ

چمکتے ہوئے موتیوں کی طرح اس منظومہ کے تقریباً ڈیڑھ سو اشعار ہیں۔

(۱۷۳)

والحمد للہ علٰی ما یلھم ثم علٰی نبیہ اسلم

حق تعالیٰ شانہ کے اس الہام اور القاء پر حمد اور شکریہ بجالایا ہوں اور اس کے نبی محترم پر صلاۃ وسلام پڑھتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ و الصلاۃ و السلام علی من لا نبی بعدہ!

امابعد! ہم دیباچہ میں بیان کر چکے ہیں کہ منظومۃ التثبیت عند التبییت مؤلفہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مختلف علماء نے شرحیں لکھیں۔ من جملہ ان کے ایک شرح علامہ محمد بن اسماعیل امیر یمانی کی ہے جس کا نام جمع التثبیت بشرح ابیات التثبیت ہے۔ علامہ موصوف نے اس شرح سے فارغ ہونے کے بعد یہ ارادہ فرمایا کہ شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "بشری الکیب" کو نظم کر کے اس منظومہ سابقہ کا تتمہ اور تکملہ بنا دیا جائے۔ چنانچہ علامہ یمنی نے اس کو نظم کیا اور اس منظومہ کا نام "تانیس الغریب" رکھا۔ جس کی شرح اب ناظرین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔

وباللہ التوفیق!

المنظومة المسماة

بتانيس الغريب

للسید العلامہ محمد اسماعیل الامیر الیمانی رحمہ اللہ

(۱)

الحمد لله على التوفيق لشرح هذا النظم بالتحقيق

حمد اور شکر ہے اللہ کا کہ اس نے اس منظومۃ القبور کی شرح کی توفیق عطا فرمائی۔

(۲)

شرعا بد يعاً قد هوى نفايساً زفقتها للاذكياء عرايسأ

ایسی شرح کی توفیق عطاء فرمائی کہ جو بحمدہ تعالیٰ نہایت لطیف ہے اور نفاس اور لطائف پر مشتمل ہے گویا کہ اذکیاء کے لئے ایک عروس کا ہدیہ پیش کر رہا ہوں۔

(۳)

ثم رأيت بعد شرح النظم ان اذيل نظمه بنظمي

شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی نظم کی شرح کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ اس نظم کا ایک ذیل اور تکملہ ہونا چاہئے۔ وہ یہ کہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی منظومۃ القبور کے اشعار باب ترہیب سے ہیں اور قرآن کریم کا طریقہ یہ ہے کہ ترہیب کے ساتھ ترغیب کو بھی لاتے ہیں اس لئے ارادہ کیا کہ:

(۴)

لما حرى بشر الكيب فاستمع عنى بالقياک الحبيب تنتفع

شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے رسالہ ''بشری الکیب بلقاء الحبیب'' کو نظم کروں اس لئے کہ اس کے مضامین باب ترغیب سے ہیں۔ اس طرح یہ منظومہ ترغیب گزشتہ منظومہ ترہیب کا ذیل اور تکملہ بن جائے گا۔

بيان ماورد من خيريته الموت للمؤمن و ماينا سب ذالک

(مومن کے لئے موت کا خیر اور بہتر ہونا)

(۵)

قد قال خيرالخلق ما معناه تحفة امن يومن فى لقياه

برگزیدہ خلائق صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن بندہ جو لقاء خداوندی پر ایمان رکھتا ہے۔ موت اس کے لئے بہترین تحفہ ہے کہ دار رنج و غم سے نکال کر دار عیش اور نعم کی طرف اس کو منتقل کر دیتا ہے۔

(۶)

للموت ما من راحة سواه ريحانة غنيمة تلقاه

موت سے بڑھ کر مومن کے لئے کوئی راحت نہیں۔ موت مومن کے لئے ایک ریحانہ اور غنیمت کبریٰ ہے۔

(۷)

وانما الدنيا له كالسجن ان مات لم يبق له من حزن

دنیا مومن کے لئے بمنزلہ جیل خانہ کے ہے، مرنے کے بعد جیل خانہ سے چھوٹ جاتا ہے کوئی غم باقی نہیں رہتا۔

(۸)

وانه خيزله من الفتن وفى الحيوة لايزال فى معن

اور بلاشبہ موت دینی اور دنیوی فتنوں سے کہیں بہتر ہے، زندگی میں طرح طرح کی محنتیں اور مشقتیں ہیں۔

(۹)

والموت كفارة لكل مسلم ياحبذا ياحبذا من مغنم

موت مسلمان کے گناہوں کا کفارہ ہے قبض روح میں جو سختیاں اور تکلیفیں پیش آتی ہیں۔ انہی سے صدہا گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے موت کیا ہے مال غنیمت ہے۔

(۱۰)

منزله بعد الموت اوسع وقبره خير له وارفع

مرنے کے بعد کی منزل نہایت وسیع اور بلند ہے، دنیا کو اس منزل سے وہی نسبت ہے جو شکم مادر کی منزل کو دنیا کی وسعت سے نسبت ہے۔ جس طرح جنین ولادت کے بعد شکم مادر کی طرف واپسی کو پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح مومن مرنے کے بعد دار دنیا کی طرف واپسی کو پسند نہیں کرتا۔

تسليم الله تعالى على من فى السياق من المؤمنين وتسليم الملائكة عليهم

(مومن کو مرتے وقت اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا سلام)

''قال تعالى تحيتهم يوم يلقونه سلام۔ الذين تتوفهم الملائكة طيبين يقولون سلام عليكم۔ فسلام لك من اصحاب اليمين۔''

(۱۱)

وفى السياق بالسلام يلتقى من ربه ومن اولئك الملا

حدیث میں ہے کہ جب فرشتے مومن کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو مومن کو سلام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی سلام پہنچاتے ہیں۔ مومن کو چاہئے کہ ایسے وقت میں اللہ کے سلام کے اس طرح جواب دے۔ اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت ياذا الجلال والاكرام!

(۱۲)

يلقون بالبشرى وبالاكفان والروح والريحان والرضوان

فرشتے جس وقت مومن کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو روح کے لئے جنت کے ریشمی کفن لے کر آتے ہیں اور روح اور ریحان اور رضاء خداوندی کی اس کو خوشخبری دیتے ہیں۔ کما قال تعالى: ''ان الذين قالوا ربنا الله

ثم استقاموا تتنزل عليهم الملائكة ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا باالجنة التى كنتم توعدون۔ وقال تعالٰى لهم البشرى فى الحيوة الدنيا وفى الاٰخرة''

(۱۳)

ثم عليه الارض تبكى والسما اذ كان ياتى الخير عنه فيهما

(ويمكن ان يكون منهما)

پھر اس مردہ پر آسمان اور زمین روتے ہیں کیونکہ آسمان میں مومن کے لئے دو دروازے ہوتے ہیں ایک دروازہ وہ ہے جس سے مومن کا عمل صالح اوپر چڑھتا ہے اور دوسرا دروازہ وہ ہے کہ جس سے اس کا رزق اترتا ہے۔ مرنے کے بعد دونوں دروازے اس کو روتے ہیں۔ قال تعالٰى: فما بكت عليهم السماء والارض کافر پر نہ آسمان روتا ہے نہ زمین روتی ہے۔

معرفة الميت من يغسله ويحمله ويكفنه ويدخله قبرهٗ

(مردہ کا اپنے غسل دینے والے اور اٹھانے والے اور کفن دینے والے اور قبر میں اتارنے والے کو پہچاننے کا بیان)

(۱۴)

يعرف من يغسله ويحمل ويلبس الاكفان او من ينزل

حدیث میں ہے کہ مردہ اس شخص کو خوب پہچانتا ہے جو اس کو غسل دیتا ہے اور اس کا جنازہ اٹھاتا ہے اور اس کو کفن پہناتا ہے اور قبر میں اتارتا ہے۔

ترحيب القبر بالميت ولطف ضمّه له

(قبر کا میت کو مرحبا کہنا اور محبت سے اس کو دبانا)

(۱۵)

له الى قبر به مرحب يضمه ضم الحبيب المعجب

زمین آدمیوں کی ماں ہے سب اسی سے پیدا ہوئے ہیں مومن جب طویل غیبت کے بعد زمین میں جاتا ہے تو قبر اس کو مرحبا کہتی ہے اور محبت سے اس کو اس طرح دباتی ہے۔ جیسے ماں بچہ کو دباتی ہے، مومن کے ساتھ محبت کا برتاؤ ہوتا ہے اور کافر کے ساتھ دشمنی اور عداوت کا معاملہ ہوتا ہے قبر اس کو سختی سے دباتی ہے۔

صلوة الاموات فى قبورهم

(مردوں کا قبروں میں نماز پڑھنا)

(۱۶)

وربما صلّوا به احياناً وفيه ايضاً قراؤ القرآن

بعض مردے اللہ کی اجازت سے کبھی کبھی قبر میں نماز اور قرآن بھی پڑھتے ہیں۔

تزاور الاموات فی قبورھم

(مردوں کا قبروں میں ایک دوسرے کی زیارت کرنا)

(۱۷)

وبعضھم فیما یزور بعضا فحسنوا اکفان من تقضا

حدیث میں ہے کہ مردے آپس میں ایک دوسرے سے اپنے کفنوں میں ملاقات کرتے ہیں۔ لہٰذا کفن اچھا دیا کرو۔ یعنی سفید اور پاک وصاف کفن میں کفناؤ۔ یہ مطلب نہیں کہ گراں قیمت کفن دیا کرو۔

معرفۃ الاموات من اتاھم وانسھم وردھم السلام

(مردوں کا اپنے زائرین کو پہچاننا ان سے مانوس ہونا اور انکے سلام کا جواب دینا)

(۱۸)

ویعرفون من اتاھم زایرا ویانسون ان اتی المقابرا

حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرے اور اس پر سلام کرے تو اگر مردہ اس کو دنیا میں پہچانتا تھا تو اب بھی اس کو پہچانتا ہے اور اس کے بیٹھنے سے اس کو انس ہوتا ہے۔

(۱۹)

سلموا رذ علی المسلم فی ای یوم قالہ ابن القیم

اور اگر سلام کرے تو سلام کا جواب دیتا ہے اور اس میں کسی دن کی تخصیص نہیں۔ جمعہ ہو یا جمعرات جس دن بھی مردہ کی زیارت کرو گے اور سلام کرو گے، مردہ اس کو پہچانے گا اور سلام کا جواب دے گا۔ جیسا کہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

الکلام فی الروح وحقیقتہ

(روح کی حقیقت اور صفت میں کلام)

(۲۰)

واعلم بان ھذہ الصفات اکثرھا للروح لاللذات

جاننا چاہئے کہ انسان روح اور بدن سے مرکب ہے اور جو صفات انسان کے لئے بیان کی جاتی ہیں، وہ صفات اکثر روح کی ہیں جسم کی نہیں۔

(۲۱)

فاصرف عنان القول نحو الروح شرحاً لہ بالحق والصحیح

لہٰذا قلم کی باگ روح کی حقیقت اور صفت کے بیان کی طرف پھیرنی چاہئے تا کہ روح کے بارے میں کتاب وسنت سے جو حق اور صحیح ہے وہ واضح ہو جائے۔ ناظمؒ نے روح کے متعلق چار مسئلے ذکر فرمائے ہیں۔

(۲۲)

فالروح جسم حادث نورانی حیّ خفیف مسرع السریان

پہلا مسئلہ

یہ ہے کہ روح از روئے کتاب وسنت ایک جسم لطیف ونورانی ہے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ روح حادث ہے قدیم نہیں۔ روح اس قدر لطیف اور خفیف ہے کہ نہایت سرعت کے ساتھ اعضاء میں سرایت کر جاتی ہے۔

(۲۳)

ینفذ فی الاعضاء نفوذ النار فی الفحم او کالمآء فی الاشجار

روح جسم لطیف ہونے کی وجہ سے انسان کے تمام اعضاء میں اس طرح جاری اور ساری ہے کہ جس طرح آگ کوئلہ میں اور پانی درخت میں سرایت کئے ہوئے ہے۔

روح کے بارے میں علماء کے دو فریق ہیں: ایک فریق یہ کہتا ہے کہ روح امور رب میں سے ایک امر ہے جو غیر محسوس ہے اور عقول کے ادراک سے بالا اور برتر ہے۔ وہاں تک عقل کی رسائی نہیں اس کی حقیقت سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ یہی قول ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے اور یہی جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا مختار ہے۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس اخفاء حقیقت میں حکمت یہ ہے بندوں کو اپنا عجز ظاہر ہو جائے کہ جب وہ اپنی حقیقت کے ادراک سے عاجز اور قاصر ہیں تو اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو کہاں معلوم کر سکتے ہیں۔ ایک فریق علماء کا یہ کہنا ہے کہ اگرچہ پوری حقیقت تو اللہ ہی کو معلوم ہے مگر کتاب وسنت کے نصوص سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ روح ایک جسم لطیف ہے جو بدن میں اس طرح سرایت کئے ہوئے ہیں جس طرح پانی سبز لکڑی میں اور عرق گلاب، گلاب کے پتوں میں اور روغن زیتون، زیتون کے پھلوں میں اور آگ کوئلہ میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اس لئے کہ آیات اور احادیث میں روح کے لئے توفی اور امساک اور ارسال اور تناول اور اخراج اور خروج اور قبض اور اخذ اور دخول اور رجوع اور حریری یا پلاسی کفن میں اس کا لپیٹنا بکثرت آیا ہے اور یہ تمام صفت اجسام کی ہیں اور علیٰ ہذا عالم برزخ میں روح کا چلنا اور پھرنا اور کھانا اور پینا بھی احادیث میں آیا ہے۔ یہ بھی صفات اجسام کی ہیں۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہی قول صحیح ہے اور کتاب وسنت اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ (کذا فی شرح العقیدۃ السفارینیۃ ج ۲ ص ۲۶ وشرح الصدور ص ۲۱۵)

دوسرا مسئلہ

یہ پہلے مسئلہ کے متعلق کلام تھا۔ رہا دوسرا مسئلہ یعنی روح کا حادث ہونا تو روح باجماع انبیاء ومرسلین وصحابہ وتابعین وعلماء ربانیین مخلوق اور حادث ہے۔ اس کے حدوث میں کسی کا خلاف نہیں۔ البتہ وقت حدوث میں خلاف ہے کہ آیا روح جسم سے پہلے پیدا ہوئی یا جسم کے ساتھ روح پیدا ہوتی ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ ارواح اجسام سے پہلے پیدا کی گئیں۔ لیکن مدت معلوم نہیں کہ کتنی مدت پہلے اجسام سے پیدا کی گئیں۔ دارقطنی کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ ارواح اجسام سے دو ہزار برس پہلے پیدا کی گئیں مگر اس کی سند صحیح نہیں۔ واللہ اعلم!

(شرح العقیدۃ السفارینیۃ ج ۲ ص ۴۲)

روح اور جسم کا مناظرہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن روح کا جسم سے جھگڑا ہوگا۔ روح جسم سے یہ کہے گی کہ جو کچھ کیا تو نے کیا۔ جسم روح کو یہ جواب دے گا کہ میں نے جو کچھ کیا وہ تیرے حکم اور تیری ترغیب سے کیا۔ حق تعالیٰ شانہٗ فیصلہ کے لئے ایک فرشتہ بھیجیں گے۔ وہ فرشتہ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا اور یہ کہے گا کہ تم دونوں کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی تو مقعد یعنی اپاہج ہے مگر بینا ہے آنکھوں سے دیکھتا ہے اور دوسرا نابینا ہے مگر تندرست ہے چلنے پھرنے پر قادر ہے۔ یہ دونوں ایک باغ میں داخل ہوئے۔ اس نابینا اپاہج نے اس بینا تندرست سے یہ کہا کہ میں یہاں قسم قسم کے پھل دیکھتا ہوں۔ مگر اپاہج ہونے کی وجہ سے پھلوں تک پہنچ نہیں سکتا۔ نابینا نے یہ کہا کہ تو مجھ پر سوار ہوجا اور جاکر پھلوں کو توڑ۔ چنانچہ وہ اپاہج اس نابینا پر سوار ہوا اور جاکر پھل توڑے۔ فرشتہ نے کہا بتلاؤ ان میں سے کس نے حد سے تجاوز کیا؟ کہا کہ دونوں مجرم اور قصوروار ہیں۔ فرشتہ نے جسم اور روح سے کہا کہ تم نے خود اپنے اوپر فیصلہ کرلیا۔ یعنی جسم روح کے لئے بمنزلہ سواری کے ہے۔ اخرجہ ابن ہندۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ واخرجہ الدارقطنی عن انس رضی اللہ عنہ۔

ایک روایت میں ہے کہ جسم روح سے یہ کہے گا کہ میں کھجور کے تنا کی طرح ایک لکڑی تھا نہ ہاتھ ہلا سکتا تھا نہ پیر۔ روح کہے گی کہ میں تو ایک ہوا تھی۔ اے جسم اگر تو نہ ہوتا تو میں کچھ نہ کرسکتی تھی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم!

(۲۵،۲۴)

والنفس والروح هما شیئان وقیل شئ واحد والثانی
اختاره العلامة ابن القیم لما راه من دلیل قیم

تیسرا مسئلہ

یہ کہ نفس اور روح دو الگ الگ حقیقتیں ہیں۔ یعنی دونوں کا مصداق اور مسمیٰ جدا جدا ہے یا یہ نفس اور روح دونوں ایک ہی شئے ہیں۔ دونوں کا مصداق اور مسمیٰ تو ایک ہے فقط تغائر صفات کی بنا پر دو نام ہوگئے۔ پہلا قول جمہور علماء کا ہے کہ نفس اور روح متغایر یا بالذات ہیں بعض علماء کا قول یہ ہے کہ نفس اور روح فی الحقیقت شے واحد ہیں۔ حافظ ابن قیم نے کتاب الروح میں اسی دوسرے قول کو اختیار کیا ہے۔

(۲۶)

و موتها خروجها من البدن هذا الذی یختاره ذووا الفطن

چوتھا مسئلہ

یہ ہے کہ روح مرتی ہے یا نہیں۔ ایک جماعت علماء کی یہ کہتی ہے کہ روح بھی مرتی ہے اور موت کا مزہ چکھتی ہے۔ کما قال تعالیٰ: کل نفس ذائقة الموت اور ایک جماعت علماء کی یہ کہتی ہے کہ ارواح پر موت طاری نہیں ہوتی اور ارواح تو بقاء اور دوام کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ بدن مرتا ہے اور روح باقی رہ جاتی ہے۔ ثواب اور عذاب

میں مبتلاء ہوتی ہے۔ قول فیصل یہ ہے کہ روح مرتی ہے مگر موت کے معنی یہ نہیں کہ روح معدوم اور فنا ہو جاتی ہے بلکہ موت سے مراد یہ ہے کہ روح جسم سے مفارقت اختیار کر لیتی ہے۔ تمام اہلسنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ اجسام کے مرنے کے بعد ارواح باقی رہتی ہیں کوئی ثواب میں اور کوئی عذاب میں یہاں تک کہ جب قیامت قائم ہوگی تو ارواح کو ابدان کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔

(۲۷)

فھٰذہ الاربع فی المسائل مشرقۃ الانوار والدلائل

پس یہ چار مسئلے ہیں جو دلائل اور براہین سے منور اور روشن ہیں۔

ذکر ثواب اعمال بعد از موت

حضرت ناظمؒ جب روح کے احوال اور مسائل کے بیان سے فارغ ہوئے تو ثواب اعمال کے مسائل بیان فرماتے ہیں کہ مرنے کے بعد انسان کو کون سے اعمال کا اجر اور ثواب ملتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ بعض اعمال تو ایسے ہیں کہ باجماع ائمہ اہلسنت والجماعت مرنے کے بعد مردہ کو ان کا ثواب پہنچتا ہے اور بعض اعمال وہ ہیں کہ جن کے ثواب پہنچنے میں ائمہ اور فقہاء کا اختلاف ہے۔ جیسے نماز اور روزہ اور حج وغیرہ کے ثواب پہنچنے میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ عنقریب ذکر کریں گے۔ پھر جن اعمال کا ثواب باتفاق ائمہ اہلسنت پہنچتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ اعمال ہیں کہ جن میں میت کے عمل اور کسب کو دخل ہے۔ مثلاً تعلیم وتلقین وتصنیف وتالیف اور بناء مسجد وخانقاہ وغیرہ وغیرہ۔ مرنے کے بعد ان چیزوں کا ثواب میت کو بالاجماع پہنچتا ہے۔ دوسرے وہ اعمال ہیں کہ جن میں میت کے عمل کو کوئی دخل نہیں، جیسے مرنے کے بعد میت کے لئے دعا اور استغفار اس کا اجر وثواب بھی مردہ کو بالاتفاق پہنچتا ہے۔ آئندہ اشعار میں اولاً انہی دونوں قسموں کا ذکر فرماتے ہیں کہ جن کے ثواب اور اجر میں کسی کا اختلاف نہیں۔

(۳۰،۲۹،۲۸)

ویلحق المیت بعد الموت من اجر ماقدم قبل الفوت

عشر خصال اربع فی مسلم وغیرھا فی غیرہ فلتعلم

ھذا علیہ جملۃ الاعیان ومثلھا ایضاً دعا الاخوان

جن اعمال کا ثواب مرنے کے بعد بھی میت کو ملتا رہتا ہے وہ دس عمل ہیں جن میں سے چار صحیح مسلم میں ہیں اور باقی چھ دوسری حدیث کی کتابوں میں ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) علم نافع جس سے لوگ اس کے مرنے کے بعد نفع اٹھائیں۔ (۳) اولاد صالح، جو اس کے لئے دعا کرے۔ (۴) مرابط یعنی جو شخص دارالاسلام کی سرحد کی حفاظت میں مر گیا۔ (۵) قرآن شریف جس کو وراثت میں چھوڑا اور حدیث اور تفسیر اور فقہ اور دین کی کتاب اسی حکم میں ہے۔ (۶) مسجد بنائی، مدرسہ اور خانقاہ مسجد کے حکم میں ہے۔ (۷) مسافر خانہ بنایا۔ (۸) کنواں کھدوایا یا کوئی نہر جاری کی۔ (۹) کھجور کا درخت لگایا۔ (۱۰) سنت حسنہ یعنی کوئی نیک طریقہ نکالا۔

یہ وہ دس اعمال ہیں کہ جن کے متعلق تمام اعیان اور محققین علماء کرام کا اتفاق ہے کہ مرنے کے بعد ان اعمال کا ثواب میت کو پہنچتا رہتا ہے اور اسی طرح اس پر بھی اتفاق ہے کہ مرنے کے بعد اخوان مسلمین کی دعا اور استغفار بھی میت کو نفع پہنچاتی ہے۔

(۳۲،۳۱)

واختلفوا فی الصوم والصلٰوۃ وغیرھا من القربات

والحق ان الکل مما یلحق دلت لہ ادلۃ تحقق

اور عبادات بدنیہ کے ثواب پہنچنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ مثلاً کوئی زندہ اپنی نماز یا روزہ یا حج یا تلاوت قرآن کا ثواب کسی میت کو ہدیہ کرنا چاہے تو اس کو پہنچتا ہے یا نہیں۔ حق یہ ہے کہ ان سب عبادات اور قربات کا ثواب میت کو پہنچتا ہے جیسا کہ دلائل سے ثابت ہے۔

(۳۳)

قد سقتھا شرح ھذا النظم تقضی لمن حققھا بالجزم

(۳۴)

بان ما یھدی من الطاعات لای میت کان خیراً یاتی

اور ان تمام دلائل کو میں نے اس نظم کی شرح میں بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ جن سے یہ امر یقین اور جزم کے ساتھ واضح ہو جاتا ہے کہ میت کے لئے جس طاعت کا بھی ہدیہ بھیجا جائے وہ اس کے پاس پہنچتا ہے۔

(۳۸،۳۷،۳۶،۳۵)

وھھنا قد انتھی المراد من جمع ما یھدی بہ العباد

الی سبیل الخیر والرشاد والاجر للعامل فی المعاد

مصلّیاً من بعد حمد الواحد علی النبی وآلہ الاماجد

یدوم سمھا دامت الارواح وان فنت من دونھا الاشباح

یہاں تک جس چیز کا بیان کرنا مقصود تھا، اس کا بیان پورا ہو گیا۔ اب میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثناء اور نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل واصحاب کے صلوٰۃ وسلام پر ختم کرتا ہوں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین وعلینا معھم یا ارحم الراحمین ویااکرم الاکرمین ویااجود الاجودین۔ آمین!

۱۲/شوال ۱۳۹۷ھ

